19
ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور
زیر سرپرستی
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ
شیرانوالہ دروازہ لاہور
۸ مئی ۱۹۵۹ء
یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ○ لاہور
ہدیہ چار آنے

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

نماز باجماعت کی فضیلت

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلوٰۃ الرجل فی الجماعۃ تضعف علی صلوتہ فی بیتہ و فی سوقہ خمسا و عشرین ضعفا و ذالک انہ اذا توضأ فاحسن الوضوء ثم خرج الی المسجد لا یخرجہ الا الصلوٰۃ لم یخط خطوۃ الا رفعت لہ بھا درجۃ و حط عنہ بھا خطیئۃ فاذا صلی لم تزل الملائکۃ تصلی علیہ ما دام فی مصلاہ اللھم صل علیہ اللھم ارحمہ ولا یزال احدکم فی صلوٰۃ ما انتظر الصلوٰۃ و فی روایۃ قال اذا دخل المسجد کانت الصلوٰۃ تحبسہ و زاد فی دعاء الملائکۃ اللھم اغفر لہ اللھم تب علیہ ما لم یؤذ فیہ ما لم یحدث فیہ (متفق علیہ)

ترجمہ۔ ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ آدمی کی نماز جماعت کے ساتھ پچیس درجہ زیادہ ثواب رکھتی ہے۔ اس نماز سے جو گھر یا بازار میں پڑھے۔ اور یہ اس وجہ سے کہ جب وضو کیا اور اچھی طرح (آداب و شرائط کو ملحوظ رکھ کر) وضو کیا۔ پھر مسجد کی طرف چلا خالص نماز کی نیت سے تو جو قدم وہ مسجد کی طرف اٹھاتا ہے۔ اس قدم کی بدولت ثواب میں اس کا درجہ بلند کیا جاتا ہے اور کم کیا جاتا ہے اسکے سبب سے اس کا گناہ۔ پھر جب وہ نماز پڑھتا ہے۔ تو جب تک وہ اس میں مشغول رہتا ہے۔ فرشتے اس کے لئے یہ دعا کرتے ہیں۔ اللھم صل علیہ اللھم ارحمہ یعنی اے اللہ بخش کر اس کو یا اللہ رحم کر اس پر اور جب تک تم میں سے کوئی نماز کے انتظار میں رہتا ہے۔ اس کا وہ وقت نماز ہی میں شمار ہوتا ہے۔ اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ جس وقت کہ داخل ہوتا ہے مسجد میں اس حالت میں کہ ہوتی ہے اس کو نماز روکنے والی اور فرشتوں کی دعا میں یہ الفاظ زیادہ ہیں۔ کہ

اللھم اغفر لہ اللھم تب علیہ ما لم یؤذ فیہ ما لم یحدث فیہ

یعنی اے اللہ بخش دے اس کو۔ اے اللہ توبہ قبول کر اس کی جب تک کہ وہ ایذا نہ دے کسی کو مسجد میں اور جب تک اس کا وضو نہ ٹوٹے۔

گم شدہ چیزوں کی تلاش

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من سمع رجلا ینشد ضالۃ فی المسجد فلیقل لا ردھا اللہ علیک فان المساجد لم تبن لھذا (رواہ مسلم)

ترجمہ۔ ابوہریرہؓ کہتے ہیں۔ کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص یہ سنے کہ کوئی آدمی اپنی گم شدہ چیز کو مسجد میں ڈھونڈ رہا ہے تو اس کو چاہیئے کہ یہ کہے خدا اس کی چیز اس کو واپس نہ دے۔ اس لئے کہ مسجدیں اس کام کے لئے نہیں بنائی گئی ہیں۔

لہسن پیاز کھا کر مسجد میں نہ آؤ

عن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اکل من ھذہ الشجرۃ المنتنۃ فلا یقربن مسجدنا فان الملائکۃ تتاذی مما یتاذی منہ الانس (متفق علیہ)

ترجمہ۔ جابرؓ کہتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص کہ اس بدبودار درخت میں سے کچھ کھائے یعنی لہسن اور پیاز میں سے تو وہ ہماری مسجدوں کے قریب نہ آئے۔ اس لئے کہ فرشتے بھی ایذا پاتے ہیں اس چیز سے جس سے اذیت پاتے ہیں انسان۔ (بخاری و مسلم)

مسجد میں نہ تھوکو

عن ابی ذر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرضت علی اعمال امتی حسنھا و سیئھا فوجدت فی محاسن اعمالھا الاذی یماط عن الطریق و وجدت فی مساوی اعمالھا النخاعۃ تکون فی المسجد لا تدفن (رواہ مسلم)

ترجمہ۔ ابوذرؓ کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فر کہ میری امت کے نیک و بد اعمال میرے سامنے پیش کئے گئے۔ میں نے اس کے نیک اعمال میں تو راستہ سے اذیت کر دینے والی چیز کو دور کر دینا پایا اور بد اعمال میں مسجد کے اندر تھوکنا جس کو دفن نہ کیا گیا ہو۔

قبروں کو سجدہ گاہ نہ بناؤ

عن عائشۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فی مرضہ الذی لم یقم منہ لعن اللہ الیھود و النصاری اتخذوا قبور انبیائھم مساجد (متفق علیہ)

ترجمہ۔ عائشہؓ کہتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرض موت میں فرمایا۔ خدا کی لعنت ہو یہود و نصاریٰ پر۔ جنہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا ہے۔

عن جندب قال سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول الا و ان من کان قبلکم کانوا یتخذون قبور انبیائھم و صالحیھم مساجد الا فلا تتخذوا القبور مساجد انی انھاکم عن ذالک (رواہ مسلم)

ترجمہ۔ جندبؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ خبردار ہو کہ تم سے پہلے جو لوگ تھے۔ انہوں نے اپنے انبیاء اور بزرگوں کی قبروں کو مسجد بنا لیا تھا۔ خبردار تم قبروں کو مسجد نہ بنانا۔ میں تم کو اس سے منع کرتا ہوں۔

گھر میں نماز پڑھنے کا حکم

عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اجعلوا فی بیوتکم من صلوٰتکم ولا تتخذوھا قبورا (متفق علیہ)

ترجمہ۔ ابن عمرؓ کہتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اپنے گھروں میں بھی اپنی نمازوں میں سے کچھ (نفل) پڑھا کرو اور گھروں کو قبریں نہ بناؤ۔

ہفت روزہ خدام الدین لاہور

جلد ۸ | جمعۃ المبارک مورخہ ۲۹ شوال المکرم ۱۳۷۸ھ، ۸ مئی ۱۹۵۹ء | شمارہ ۵۲

دستور پاکستان اور وزرا کی قلابازیاں

۸ر اکتوبر ۱۹۵۸ء کو پاکستان میں مارشل لا کے نفاذ کا مقصد یہ ظاہر کیا گیا تھا کہ ملک کو خود غرض سیاستدانوں سے نجات دلانے کے لئے یہ اقدام کیا گیا ہے۔ اس کے کچھ عرصہ بعد سابق صدر مملکت نے ملک کے دونوں حصوں سے وزرا کا انتخاب کرکے اُن کے متعلق اس خیال کا اظہار کیا تھا کہ وہ قابلیت۔ دیانت اور امانت میں اپنی مثال آپ ہیں۔ لیکن اب معلوم ہوتا ہے کہ سابق صدر نے اپنے ہی ہم مشرب وزراء کا انتخاب کیا تھا۔ قوم نے ان وزراء کو حق و صداقت کی کسوٹی پر سات ماہ تک پرکھا اور اب وہ یہ رائے قائم کرنے پر مجبور ہو گئی ہے کہ ہمارے نئے وزراء بھی اسی تھیلی کے چٹے بٹے ہیں۔ جس کے ان کے پیش رو تھے۔ ہمارا مدعا یہ ہے کہ موجودہ وزراء بھی کردار کی بجائے گفتار کے غازی ہیں اور اس پر طرہ یہ ہے کہ اُن کی گفتار میں بھی ہم آہنگی نہیں پائی جاتی۔ آئین کے معاملہ میں صاحب صدر کے علاوہ وزیر قانون اور وزیر خارجہ نے دو متضاد آراء کا حال ہی میں اظہار کیا ہے۔ صاحب صدر نے اپنی ایک تقریر میں آئین کے متعلق قوم کو یہ خوشخبری سنائی تھی کہ نومبر ۱۹۵۹ء میں آئینی کمشن مقرر کیا جائے گا۔ اس تقریر میں اسلامی دستور یا امریکی طرز حکومت کا کوئی ذکر نہ تھا۔ لیکن وزیر قانون نے یہاں اسلامی آئین کے نفاذ کا علی الاعلان ذکر کیا اور اس پر داد تحسین بھی حاصل کر لی۔ اب وزیر قانون نے اپنی مغرب پرستی کے زعم میں پاکستان میں امریکی طرز حکومت کا راگ الاپا ہے۔ ے

بسوخت عقل بہ حیرت کہ ایں چہ بوالعجبی است

ہمارے وزراء کی نظریات میں یہ تفاوت ہمیں یہ کہنے پر مجبور کر رہا ہے۔ کہ وہ پاکستان میں اسلامی آئین کو نافذ کرنا نہیں چاہتے اور اپنے پیشروؤں کی طرح کبھی کبھی اسلام کا نام عوام کو دھوکہ دینے کے لئے استعمال کر لیتے ہیں۔ ہم اس سے پہلے بھی کئی بار کہہ چکے ہیں کہ پاکستان جس مقصد کے لئے حاصل کیا گیا تھا۔ اس کی جو بھی خلاف ورزی کرے گا۔ وہ کبھی کامیاب نہیں ہو سکے گا۔ ہم اپنے فاضل وزراء سے مخلصانہ درخواست کرتے ہیں کہ وہ پہلوں کی روش اختیار نہ کریں۔ اور اُن کے عبرت ناک انجام سے سبق حاصل کریں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں ملک و قوم کی خدمت کا جو موقع دیا ہے۔ اُسے غنیمت جانیں اور ملک و قوم کی صحیح معنوں میں خدمت کرکے اپنی دنیا اور آخرت کو سنوارنے کی سعادت حاصل کریں۔ وما علینا الا البلاغ

خاندانی منصوبہ بندی

ہم نے ۲۷ مارچ ۱۹۵۹ء کے شمارہ میں اس موضوع پر جو شذرہ سپرد قلم کیا تھا۔ اس میں کتاب و سنت کی روشنی میں خاندانی منصوبہ بندی کی تحریک کو خلاف اسلام ثابت کرکے اس کی مخالفت کی تھی۔ معلوم ہوتا ہے کہ ارباب حل وعقد نے ہماری ان معروضات کو درخور اعتنا نہیں سمجھا۔ ایک تازہ ترین خبر مظہر ہے کہ اب پاکستان میں خاندانی منصوبہ بندی کا کام سرکاری سطح پر کیا جائیگا۔ قومی منصوبہ بندی بورڈ نے اپنے ایک اجلاس میں ایک قابل عمل سکیم مرتب کرنے کیلئے ایک سب کمیٹی قائم کی ہے۔ بورڈ نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ایک مرکزی ادارہ اور صوبائی سطح پر دو معاون ادارے قائم کئے جائیں جو قومی سطح پر خاندانی منصوبہ بندی کے کام کی نگرانی کریں۔ بورڈ کی خواہش ہے کہ اس مقصد کیلئے سستے "مانع حمل" آلات و ادویات فراہم کئے جائیں اور کوشش کی جائے کہ انہیں پاکستان میں ہی تیار کیا جائے۔

حکومت اپنی طاقت کے بل بوتے پر اللہ تعالیٰ اور اُسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت پر تلی ہوئی ہے۔ ایسے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس مخالفت کے انجام سے بالکل بےخبر ہے۔ اس موقعہ پر ہم حکومت پاکستان کی توجہ شاردا ایکٹ کے انجام کی طرف مبذول کرانا چاہتے ہیں۔ مسلمانوں کی مخالفت کے باوجود ہندوستان کی برطانوی حکومت نے شاردا ایکٹ ان پر زبردستی ٹھونسنے کی کوشش کی تھی۔ ایکٹ پاس ہونیکے باوجود بھی اس پر آج تک عملدرآمد نہیں ہو سکا۔ خاندانی منصوبہ بندی کا کام تو اس سے بھی زیادہ مشکل ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ حکومت اپنے تمام مادی وسائل کے باوجود اس میں کامیاب نہیں ہو سکے گی۔ ہمیں خدشہ ہے کہ اگر اس تحریک کو زبردستی ٹھونسنے کی کوشش کی گئی تو بدمعاشی اغواء اور اسقاط کے جرائم میں اضافہ ہوکر حکومت کے لئے دردسر بن جائیگا اور اللہ تعالےٰ کی طرف سے جو عذاب نازل ہو گا۔ وہ حکومت اور عوام کے لئے مزید عذاب ہوگا ہماری رائے میں خاندانی منصوبہ بندی کے لئے جو بجٹ منظور کیا گیا ہے۔ اُسے کسی بہتر مقصد کے لئے صرف کیا جائے اور قوم کے خون پسینہ کی کمائی ایسی لغو اسکیموں پر ضائع نہ کی جائے۔ مارشل لا کے نفاذ کے بعد پاکستان کے بحروبر نے سونا اگلنا شروع کر دیا ہے۔ زرعی اصلاحات کے متعلق حکومت کا خیال ہے کہ اس سے ملک کی زرعی پیداوار میں خاطر خواہ اضافہ ہوگا۔ ٹیکسوں اور جرمانوں سے بھی لاکھوں روپیہ حکومت کے خزانہ میں جمع ہو چکا ہے۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ حکومت اپنی اس کامیابی پر اللہ تعالےٰ کی ممنون احسان ہوتی اور اس کا شکریہ ادا کرتی۔ لیکن اُس کا مخالفت پر اُتر آنا ظاہر کرتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے عذاب کو دعوت دے رہی ہے۔ اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيدٌ ۵

نہ جا اُس کے تحمل پہ کہ ہے بے ڈھب گرفت اُسکی
ڈر اُسکی دیر گیری سے کہ ہے سخت انتقام اُس کا

میرا معبود

(از عبدالرحیم جاوید الہٰ آبادی پاکستان)

وہ جس کے حکم سے ہے فلکِ کجرفتار سرگرداں
وہ جس کے حسن کا پرتو قمر کا عارضِ تاباں

وہ مظہر جس کی عظمت کا یہ خورشیدِ درخشاں ہے
وہ جس کی شانِ قدرت ذرے ذرے سے نمایاں ہے

وہ مشتِ خاک کو جس نے عطا کی دولتِ ایماں
وہ بھیجا جس نے انساں کی ہدایت کے لئے قرآں

وہ جس نے لفظِ کن سے کر دیا سارا جہاں پیدا
شبِ تاریک سے کی جس نے صبحِ ضوفشاں پیدا

جہاں کی بادشاہی کی عطا جس نے سلیماں کو
وہ جس نے حسنِ عالم سوز بخشا ماہِ کنعاں کو

جھلک جس کی عیاں بجلی میں بادل میں ستاروں میں
جلالت جس کی ظاہر دشت و صحرا کوہساروں میں

وہ جس کا نغمۂ تقدیس پنہاں آبشاروں میں!
وہ جس کا رنگِ قدرت جلوہ گر ہے سبزہ زاروں میں

وہ جس کا نام لے کر صبحدم کلیاں چٹکتی ہیں
بہاریں جس کی نگہ لطف سے آ کر مہکتی ہیں

وہ جس کی حمد ہیں طیور گاتے گلستانوں میں
وہ کرتے ہیں جسے سجدے ملائک آسمانوں میں

وہ جس نے عاصیوں میں رحمۃ للعالمینؐ بھیجا
پئے مخلوقِ برگشتہ شفیع المذنبینؐ بھیجا!

میں اس کے نور کا طالب ہوں وہ مسجود ہے میرا
میں اس کی بندگی کرتا ہوں وہ معبود ہے میرا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ یوم الجمعۃ ۲۲ شوال ۱۳۷۸ھ مطابق یکم مئی ۱۹۵۹ء

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

(۱) اسلام کے بنیادی اور لازمی اصول میں سے دعا کا فقط اللہ تعالیٰ سے مانگنا بھی ہے

(۲) اللہ تعالیٰ کے سوا دوسروں سے بھی دعا مانگنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کافروں کا شیوہ تھا۔

قرآن مجید میں سے نمبر اوّل کے متعدد شواہد

پہلا

وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ مَا لَا یَنْفَعُکَ وَلَا یَضُرُّکَ ج فَاِنْ فَعَلْتَ فَاِنَّکَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِیْنَ ۝ وَ اِنْ یَّمْسَسْکَ اللّٰہُ بِضُرٍّ فَلَا کَاشِفَ لَہٗٓ اِلَّا ھُوَ ج وَاِنْ یُّرِدْکَ بِخَیْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِہٖ ط یُصِیْبُ بِہٖ مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِہٖ ط وَ ھُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ۝ (سورہ یونس رکوع ۱۱ پارہ ۱۱)

ترجمہ۔ اور اللہ کے سوا ایسی چیز کو نہ پکار جو نہ تیرا بھلا کرے اور نہ بُرا پھر اگر تو نے ایسا کیا تو بیشک ظالموں میں سے ہو جائے گا اور اگر اللہ تمہیں کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کے سوا اسے ہٹانے والا کوئی نہیں۔ اور اگر تمہیں کوئی بھلائی پہنچانا چاہے تو کوئی اس کے فضل کو پھیرنے والا نہیں۔ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے اپنا فضل پہنچاتا ہے۔ اور وہی بخشنے والا مہربان ہے۔

حاصل کیا کیا نکلا

اے انسان اگر تیرا نفع اور نقصان سوائے اللہ تعالےٰ کے کسی کے ہاتھ میں نہیں ہے۔ اس لئے اپنی حاجت روائی کے لئے سوائے اللہ تعالےٰ کے کسی کو ہرگز نہ پکار (۲) اگر تو نے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو پکارا تو بے انصافوں میں سے ہو جائے گا۔ (۳) اگر اللہ تعالیٰ کے حکم سے تمہیں کوئی تکلیف پہنچے تو اس تکلیف کے دُور کرنے والا بھی فقط وہ ایک اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ (۴) اور اگر اللہ تعالیٰ تم پر کوئی مہربانی کرنا چاہے تو اُسے کوئی روک نہیں سکتا۔ (۵) انسانوں کی غلطیوں کو معاف کرنے والا مہربان فقط ایک اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

مسلمان مردوں اور عورتوں

کو چاہیئے کہ اس مذکور الصدر شہنشاہی اعلان کو غور سے پڑھیں اور اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق اپنے خیالات کو درست کر لیں۔

دُوسرا

فَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰہِ اِلٰھًا اٰخَرَ فَتَکُوْنَ مِنَ الْمُعَذَّبِیْنَ ۝ (سورۃ الشعراء رکوع ۱۱ پ ۱۹)

ترجمہ۔ سو اللہ کے ساتھ اور کسی محبوب کو نہ پکار۔ ورنہ تو بھی عذاب میں مبتلا ہو جائیگا

حاصل

یہ نکلا کہ اے انسان اگر تو نے اپنی حاجت روائی کے لئے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو پکارا تو اللہ تعالےٰ کا عذاب تم پر نازل ہوگا (خواہ جلدی ہو۔ یعنی دنیا میں یا مرنے کے بعد آئے یعنی قبر میں)

تیسرا

وَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰہِ اِلٰھًا اٰخَرَ م لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ قف کُلُّ شَیْءٍ ھَالِکٌ اِلَّا وَجْھَہٗ ط لَہُ الْحُکْمُ وَ اِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ ۝ (سورۃ القصص ع ۹۔ پ ۲۰)

ترجمہ۔ اور اللہ کے ساتھ اور کسی معبود کو نہ پکار۔ اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ اس کی ذات کے سوا ہر چیز فنا ہونے والی ہے۔ اسی کا حکم ہے۔ اور اسی کی طرف تم لوٹ کر جاؤ گے۔

حاصل

یہ نکلا کہ اللہ تعالےٰ کی ذات کے سوا اور سب چیزیں فنا ہونے والی ہیں لہذا جو چیزیں اپنی وجود کو بھی قائم نہیں رکھ سکتیں۔ وہ دوسروں کے کام ہمیشہ کب آ سکتی ہیں۔ لہذا مددگار تو اس ذات کو بنانا چاہیئے جو ہمیشہ ہماری مدد کر سکے اور اس پر کبھی فنا طاری نہ ہو۔

چوتھا

وَاذْکُرْ فِی الْکِتٰبِ اِبْرٰھِیْمَ ط اِنَّہٗ کَانَ صِدِّیْقًا نَّبِیًّا ۝ اِذْ قَالَ لِاَبِیْہِ یٰٓاَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا یَسْمَعُ وَلَا یُبْصِرُ وَلَا یُغْنِیْ عَنْکَ شَیْئًا ۝ یٰٓاَبَتِ اِنِّیْ قَدْ جَآءَنِیْ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَمْ یَاْتِکَ فَاتَّبِعْنِیْٓ اَھْدِکَ صِرَاطًا سَوِیًّا ۝ (الیٰ) وَ اَعْتَزِلُکُمْ وَمَا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ وَاَدْعُوْا رَبِّیْ ز صلے عَسٰٓی اَلَّآ اَکُوْنَ بِدُعَآءِ رَبِّیْ شَقِیًّا ۝ (سورہ مریم ع ۳ پ ۱۶)

ترجمہ۔ اور کتاب میں ابراہیمؑ کا ذکر کر بے شک وہ سچا نبی تھا۔ جب اپنے باپ سے کہا۔ اے میرے باپ تو کیوں پوجتا ہے ایسے کو جو نہ سنتا ہے اور نہ دیکھتا ہے اور نہ تیرے کچھ کام آ سکے۔ اے میرے باپ بے شک مجھے وہ علم حاصل ہوا ہے جو تمہیں حاصل نہیں تو آپ میری تابعداری کریں۔ میں آپ کو سیدھا راستہ دکھاؤں گا (اس کے

بعد کچھ آئتیں چھوڑ دی گئی ہیں) ان کے بعد یہ مضمون ہے۔

اور (اے باپ) میں تمہیں چھوڑتا ہوں اور جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو اور میں اپنے رب ہی کو پکاروں گا امید ہے کہ میں اپنے رب کو پکار کر محروم نہ رہوں گا۔

حاصل

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اس واقعہ میں چند چیزیں قابل توجہ ہیں۔ (۱) اللہ تعالیٰ کی شہادت ہے کہ حضرت ابراہیمؑ سچے نبی ہیں (۲) وہ اپنے واجب الاحترام باپ سے فرماتے ہیں۔ اے اباجی جو بہرے اور اندھے ہیں اور آپ کی کسی مصیبت میں کام بھی نہیں آ سکتے۔ ان کی پوجا کیوں کرتے ہو۔ اے ابّا جی مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے صحیح علم ملا ہے۔ لہذا آپ میرا کہا مان لیں۔ میں آپ کو سیدھا راستہ دکھادوں گا اور اے ابّا جی۔ میں آپ سے دین کے معاملہ میں الگ ہوتا ہوں اور اللہ تعالےٰ کے سوا جو آپ نے معبود بنا رکھے ہیں۔ ان سے بھی قطع تعلق کرتا ہوں اور میں تو فقط اپنے رب کو (ضرورت کے وقت مدد کے لئے) پکاروں گا۔ اور میرے پکارنے پر میرا رب مجھے اپنی رحمت سے محروم نہیں رکھے گا۔ گویا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے صاف اعلان کر دیا کہ میں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو اپنا حاجت روا اور مشکلکشا نہیں سمجھتا۔ برادران اسلام ہمیں قرآن مجید میں بتلایا گیا ہے کہ جو دین تمہیں دیا گیا ہے۔ وہ ابراہیم علیہ السلام والا دین ہی ہے۔ ہمیں بھی اللہ تعالےٰ سے معاملہ رکھنے میں وہی طریقہ اختیار کرنا چاہیئے جو حضرت ابراہیمؑ کا آپ سن چکے ہیں۔

پانچواں

قُلْ أَرَأَيْتَكُمْ إِنْ أَتَاكُمْ عَذَابُ اللَّهِ أَوْ أَتَتْكُمُ السَّاعَةُ أَغَيْرَ اللَّهِ تَدْعُونَ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۝ بَلْ إِيَّاهُ تَدْعُونَ فَيَكْشِفُ مَا تَدْعُونَ إِلَيْهِ إِنْ شَاءَ وَتَنْسَوْنَ مَا تُشْرِكُونَ ۝

(سورۃ الانعام ع ۴ پ ۷)

ترجمہ۔ کہدو۔ دیکھو تو سہی۔ اگر تم پر خدا کا عذاب آئے یا تم پر قیامت ہی آ جائے تو کیا خدا کے سوا کسی اور کو پکاروگے۔ اگر تم سچے ہو بلکہ اسی کو پکارتے ہو۔ پھر اگر وہ چاہتا ہے تو اس مصیبت کو دور کر دیتا ہے۔ جس کے لئے اُسے پکارتے ہو اور جنہیں تم اللہ کا شریک بناتے ہو۔ انہیں بھول جاتے ہو۔

حاصل

یہ نکلا کہ اے مخالفین قرآن تجربہ تمہارا بھی یہی ہے کہ جب تم پر کوئی مصیبت آتی ہے تو اللہ تعالیٰ کے سوا دوسرے سب کو بھول جاتے ہو۔ اور فقط ایک اللہ تعالےٰ ہی کو پکارتے ہو۔ لہذا ہم یہی کہتے ہیں کہ جو تمہیں مصیبت کے وقت کام آتا ہے۔ فقط اسی کو اپنا خدا اور اپنا حاجت روا مان لو۔

چھٹا

قُلْ أَمَرَ رَبِّي بِالْقِسْطِ ۖ وَأَقِيمُوا وُجُوهَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَادْعُوهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ ۚ كَمَا بَدَأَكُمْ تَعُودُونَ ۝ (سورۃ الاعراف رکوع ۳۔ پ ۸)

ترجمہ۔ کہدو۔ میرے رب نے انصاف کا حکم دیا ہے اور ہر نماز کے وقت اپنے منہ سیدھے کرو اور اس کے خالص فرمانبردار ہو کر اسے پکارو۔ جس طرح تمہیں پہلے پیدا کیا ہے۔ اسی طرح دوبارہ پیدا ہوگے

حاصل

یہ نکلا کہ جب تمہیں ضرورت پیش آئے تو فقط اللہ تعالےٰ ہی کو (اپنی مدد کے لیے) پکارو۔

ساتواں

ادْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً ۚ إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ ۝ (سورۃ الاعراف رکوع ۷۔ پ ۸)

ترجمہ۔ اپنے رب کو عاجزی اور چپکے سے پکارو۔ اسے حد سے بڑھنے والے پسند نہیں آتے۔

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانیؒ اس آیت کے حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں۔ جب عالم خلق و امر کا مالک اور تمام برکات کا منبع وہی ذات ہے تو اپنی دنیوی و اخروی حوائج میں اسی کو پکارنا چاہیئے۔ الحاح و اخلاص اور خشوع کے ساتھ بدون ریاکاری کے آہستہ آہستہ اس سے معلوم ہوا کہ "دعا میں افضل اخفا ہے (یعنی چپکے سے مانگنا تاکہ اللہ تعالےٰ کے سوا اور کوئی نہ سنے) اور یہی سلف کا معمول تھا۔ بعض مواضع میں جہر و اعلان کسی عارض کی وجہ سے ہوگا۔ جس کی تفصیل (تفسیر) روح المعانی وغیرہ میں ہے (اور) دعا میں حد ادب سے نہ بڑھے۔ مثلاً جو چیزیں عادتاً و شرعاً محال ہیں۔ وہ مانگنے لگے۔ یا معاصی اور لغو چیزوں کی طلب کرے۔ یا ایسا سوال کرے جو اس کی شان و حیثیت کے مناسب نہیں۔ یہ سب اعتداء فی الدعاء میں داخل ہے"

آٹھواں

وَلَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَاحِهَا وَادْعُوهُ خَوْفًا وَطَمَعًا ۚ إِنَّ رَحْمَتَ اللَّهِ قَرِيبٌ مِنَ الْمُحْسِنِينَ ۝ (سورۃ الاعراف ع ۷۔ پ ۸)

ترجمہ۔ اور زمین میں اس کی اصلاح کے بعد فساد مت کرو۔ اور اُسے ڈر اور طمع سے پکارو۔ بیشک اللہ کی رحمت نیکوکاروں سے قریب ہے۔

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحبؒ اس آیت پر تحریر فرماتے ہیں۔ "پچھلی آیتوں میں ہر حاجت کے لیئے خدا کو پکارنے کا طریقہ بتلایا تھا۔ اس آیت میں مخلوق اور خالق دونوں کے حقوق کی رعایت سکھلائی یعنی جب دنیا میں معاملات کی سطح درست ہو۔ تو تم اس میں گڑبڑی نہ ڈالو اور خوف و رجاء کے ساتھ خدا کی عبادت میں مشغول رہو۔ نہ اس کی رحمت سے مایوس ہو اور نہ اس کے عذاب سے مامون اور بے فکر ہو کر گناہوں میں دلیر بنو"۔

نواں

اللَّهُ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ قَرَارًا وَالسَّمَاءَ بِنَاءً وَصَوَّرَكُمْ فَأَحْسَنَ صُوَرَكُمْ وَرَزَقَكُمْ مِنَ الطَّيِّبَاتِ ۚ ذَٰلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمْ ۖ فَتَبَارَكَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ ۝ هُوَ الْحَيُّ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ فَادْعُوهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ ۗ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝

(سورۃ المومن رکوع ۷۔ پ ۲۴)

ترجمہ۔ اللہ وہی ہے۔ جس نے تمہارے لیئے زمین کو آرامگاہ بنایا۔ اور آسمان کو چھت اور تمہاری صورتیں بنائیں۔ پھر تمہاری

اچھی صورتیں بنائیں اور پاکیزہ چیزوں سے تمہیں رزق دیا۔ وہی اللہ تمہارا پالنے والا ہے۔ پس سارے جہانوں کا پالنے والا اللہ با برکت ہے۔ وہی ہمیشہ زندہ ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ پھر اسی کو پکارو خاص اسی کی بندگی کرتے ہوئے۔ سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو سارے جہانوں کا پالنے والا ہے۔

حاصل

یہی نکلا کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر مندرجہ ذیل احسانات کئے ہیں۔ (۱) تمہارے لئے زمین کو آرام گاہ بنایا (۲) اور زمین پر آسمان کو چھت کی طرح بنا دیا (۳) تمہیں عمدہ عمدہ صورتیں عطا فرمائیں (۴) تمہارے لئے ستھری چیزیں رزق کے طور پر پیدا کیں۔

ان نعمتوں کا نتیجہ

یہ ہونا چاہیئے کہ تم ایسے محسن کو ہی اپنا معبود بناؤ اور واقع میں بھی اس کے سوا اور کوئی معبود بننے کے قابل بھی نہیں ہے اور جب تمہیں کوئی بھی ضرورت پیش آئے تو حاجت روائی کے لئے اسی کو پکارو اور محض اسی کو پکارو۔

سینکڑوں شہادتوں میں سے فقط نو

برادران اسلام۔ قرآن مجید میں سے ایسے سینکڑوں مقامات پیش کئے جا سکتے ہیں۔ جن سے یہ چیز ثابت ہوگی۔ کہ اے انسان جب تو مجبور ہو جائے اور کسی غیبی طاقت کی امداد لینا چاہیئے۔ تو فقط اللہ تعالےٰ کو پکار۔ کسی اور کو ہرگز ہرگز نہ پکار۔ مگر اس عاجز نے ان سینکڑوں میں سے فقط نو پیش کئے ہیں۔ مجھے اپنے مسلمان بھائیوں کی انصاف پسندی سے امید کامل ہے کہ اس مسئلہ کو قرآن مجید کی روشنی میں سمجھ جائیں گے اور آئیندہ اسی پر کاربند رہیں گے۔ کہ جب کبھی کسی کام کے ظاہری اسباب سے مایوس ہو جائیں تو اس مشکلکشائی کے لئے فقط اللہ تعالیٰ ہی کو پکاریں گے۔

نتیجہ

برادران اسلام۔ مذکورالصدر اپیل کے مان لینے سے نتیجہ یہ نکلے گا کہ آپ سے اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول صلعم راضی ہو جائینگے اور قرآن مجید پر صحیح طور پر عمل ہو جائیگا وما علینا الا البلاغ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ میں کافر اللہ تعالیٰ کے سوا دوسروں کو پکارا کرتے تھے

اس کے شواہد

پہلا

قُلْ اِنِّیْ نُهِیْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ قُلْ لَّاۤ اَتَّبِعُ اَهْوَآءَكُمْ ۙ قَدْ ضَلَلْتُ اِذًا وَّ مَاۤ اَنَا مِنَ الْمُهْتَدِیْنَ ۝ (سورہ الانعام رکوع ۷ پ ۷)

ترجمہ۔ مجھے منع کیا گیا ہے اس سے کہ میں بندگی کروں ان کی جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو۔ کہدو میں تمہاری خواہشات کے پیچھے نہیں چلتا کیونکہ میں اس وقت گمراہ ہو جاؤنگا۔ اور ہدایت پانے والوں میں سے نہ رہونگا۔

حاصل

یہ نکلا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالےٰ کی طرف سے یہ حکم ہوا ہے کہ آپ کافروں کے سامنے اعلان فرما دیں کہ جنہیں تم اپنی حاجت روائی کے لئے پکارتے ہو میں ان کی عبادت کیلئے ہرگز تیار نہیں ہوں۔ کیونکہ مجھے ان کے پکارنے اور ان کی عبادت کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ اگر خدا نخواستہ میں ان کی عبادت کرنے لگ جاؤں۔ یا اپنی حاجت روائی کے لئے پکارنا شروع کر دوں تو میں بھی گمراہ ہو جاؤں گا

دوسرا

اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ فَادْعُوْهُمْ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ۝ (سورۃ الاعراف ع ۲۴۔ پ ۹)

ترجمہ۔ بیشک تم جنہیں اللہ کے سوا پکارتے ہو۔ وہ تمہاری طرح بندے ہیں۔ پھر انہیں پکار کر دیکھو۔ پھر چاہیئے کہ وہ تمہاری پکار کو قبول کریں اگر تم سچے ہو۔

حاصل

یہ نکلا کہ کسی انسان کو بھی اپنی حاجت روائی کے لئے ہرگز پکارنا نہیں چاہیئے۔ خواہ وہ کتنا ہی مقبول بارگاہ الٰہی ہو۔ کیونکہ جو چیز اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ مخصوص ہے۔ اس میں کوئی دوسرا شریک ہو ہی نہیں سکتا۔ تمام بنی نوع انسان میں سید الانبیا خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ آپ کو بھی سورہ شعراء کے رکوع ۱۱ پارہ ۱۹ میں ارشاد ہو چکا ہے۔ (فَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ) الآیہ ترجمہ سو اللہ کے ساتھ اور کسی معبود کو نہ پکار

تیسرا

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ ؕ اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ یَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّ لَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ ؕ وَ اِنْ یَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَیْـًٔا لَّا یَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ ؕ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَ الْمَطْلُوْبُ ۝ مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِیٌّ عَزِیْزٌ ۝ ۔
(سورۃ الحج۔ ع ۱۰۔ پ ۱۷)

ترجمہ۔ اے لوگو۔ ایک مثال بیان کی جاتی ہے اسے کان لگا کر سنو جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو۔ وہ ایک مکھی بھی نہیں بنا سکتے۔ اگرچہ وہ سب اس کے لئے جمع ہو جائیں۔ اور اگر ان سے مکھی کوئی چیز چھین لے تو اسے مکھی سے چھڑا نہیں سکتے۔ عابد اور معبود دونوں ہی عاجز ہیں۔ انہوں نے اللہ کی کچھ بھی قدر نہ کی۔ بیشک اللہ زور والا غالب ہے۔

حاصل

اللہ تعالیٰ کے سوا جن کو کافر پکارتے ہیں۔ ان کی بے بسی کا یہ حال ہے۔ کہ ایک مکھی کے پیدا کرنے کی بھی انہیں طاقت نہیں ہے۔ اگرچہ سب کے سب اکٹھے ہو جائیں تو پھر ایسے بے بسوں اور بیکسوں کو اپنی حاجت روائی کے لئے پکارنا کتنی بیہودہ۔ جہل اور عقل کے خلاف بات ہے۔ اے اللہ ہمیں اس گناہ سے بچا۔ آمین یا الہ العالمین۔

چوتھا

قُلْ اَرَءَیْتُمْ شُرَكَآءَكُمُ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ اَرُوْنِیْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِی السَّمٰوٰتِ ۚ اَمْ اٰتَیْنٰهُمْ كِتٰبًا فَهُمْ عَلٰی بَیِّنَتٍ مِّنْهُ ۚ بَلْ اِنْ یَّعِدُ الظّٰلِمُوْنَ

بَعْضُهُمْ بَعْضًا اِلَّا غُرُوْرًا۔ (سورہ فاطر رکوع ۵ پ۲۲)

ترجمہ - کیا تم نے اپنے معبودوں کو بھی دیکھا - جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو - وہ مجھے دکھاؤ کہ انہوں نے زمین میں کیا پیدا کیا ہے - یا ان کا کچھ حصہ آسمانوں میں بھی ہے - یا انہیں ہم نے کوئی کتاب دی ہے کہ وہ اس کی سند رکھتے ہیں (نہیں بلکہ ظالم آپس میں ایک دوسرے کو دھوکا دیتے ہیں ٭

حاصل

یہ نکلا کہ یہ لوگ اللہ تعالےٰ کے سوا جن لوگوں کو پکارتے ہیں - کیا انہوں نے بھی کوئی چیز زمین میں پیدا کی ہے - یا ان کا آسمانوں میں کوئی حصہ ہے - یا اللہ تعالیٰ کی کسی کتاب سے ان کو یہ چیز ملی ہے کہ اللہ تعالےٰ کے سوا دوسروں کو بھی پکار لیا کرو - ان کے پاس اس قسم کا کوئی ثبوت نہیں ہے - بات صرف اتنی ہے کہ ان میں سے بڑے چھوٹوں کو اور اگلے پچھلوں کو شیطان کے اغوا سے یہ وعدہ بتلاتے چلے آئے ہیں - کہ یہ بت اللہ تعالےٰ کے ہاں ہمارے شفیع (شفاعت کرنے والے ہوں گے) حالانکہ یہ خالص دھوکہ اور فریب ہے -

سابقہ شہادتوں کا خلاصہ

برادران اسلام - اپنے سابقہ بیان کردہ مضمون میں بندہ نے قرآن مجید میں سے تیرہ شہادتیں آپ کے سامنے پیش کی ہیں - جن میں تو اس مضمون پر تھیں - کہ اللہ تعالےٰ کے سوا اور کسی کے سامنے اپنی حاجت روائی کے لئے دست سوال دراز نہ کیا جائے اور چار شہادتیں اس امر پر تھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ میں بھی مشرک اور کافر اللہ تعالیٰ کے سوا دوسروں کے سامنے اپنی حاجت روائی کے لئے دست سوال دراز کرتے تھے -

ہمارا فرض

برادران اسلام ہم مسلمانوں کا فرض یہ ہے کہ قرآن مجید کے پیش کردہ دستور العمل کو اپنا ضابطۂ حیات دنیوی بنائیں اسی میں دنیا کی بہتری اور آخرت میں نجات حاصل ہوگی - اور قرآن مجید والے دستور العمل پر عمل کرنے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلیں

ہر چیز کو اللہ تعالیٰ سے مانگتے ہیں حضور انور کا نمونہ ملاحظہ فرمائیے

پہلی حدیث

عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحُزْنِ وَالْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْبُخْلِ وَضَلَعِ الدَّيْنِ وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ -
(متفق علیہ) باب استعاذہ

ترجمہ - انس سے روایت ہے - کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے - اے اللہ میں تیرے ذریعے پناہ مانگتا ہوں - فکر سے - غم سے - عاجزی سے - سستی (کاہلی) سے - نامردی سے - بخل سے - قرض کے بوجھ سے اور آدمیوں کے غلبہ سے -

دوسری

عَنْ عَائِشَةَ ؓ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَالْهَرَمِ وَالْمَغْرَمِ وَالْمَأْثَمِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ النَّارِ وَفِتْنَةِ النَّارِ وَفِتْنَةِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْغِنٰى وَشَرِّ فِتْنَةِ الْفَقْرِ وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ اَللّٰهُمَّ اغْسِلْ خَطَايَ بِمَاءِ الثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَنَقِّ قَلْبِيْ كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْاَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ وَبَاعِدْ بَيْنِيْ وَبَيْنَ خَطَايَ كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ (متفق علیہ - باب الاستعاذہ)

ترجمہ - عائشہ ؓ سے روایت ہے - کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے - اے اللہ میں تیرے ذریعے پناہ مانگتا ہوں سستی سے بڑھاپے سے - قرض سے اور گناہ سے - اے اللہ میں تیرے ذریعے پناہ مانگتا ہوں - آگ کے عذاب سے - آگ کے فتنے سے - قبر کے فتنے سے - قبر کے عذاب سے - دولت کے فتنے کی برائی سے - افلاس کے فتنے سے - اور مسیح دجال کے فتنے سے - اے اللہ میرے گناہوں کو برف اور اولوں کے پانی سے دھو دے اور میرے دل کو ایسا پاک و صاف کر دے جیسا کہ سفید کپڑا میل سے پاک و صاف ہو جاتا ہے - اور میرے اور گناہوں کے درمیان اتنی دوری ڈال دے جتنی کہ مشرق و مغرب کے درمیان دوری ہے -

تیسری

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَبِيْ يَا حُصَيْنُ كَمْ تَعْبُدُ الْيَوْمَ اِلٰهًا قَالَ اَبِيْ سَبْعَةً سِتًّا فِي الْاَرْضِ وَوَاحِدًا فِي السَّمَاءِ قَالَ فَاَيُّهُمْ تَعُدُّ لِرَغْبَتِكَ وَرَهْبَتِكَ قَالَ الَّذِيْ فِي السَّمَاءِ قَالَ يَا حُصَيْنُ اَمَا اِنَّكَ لَوْ اَسْلَمْتَ عَلَّمْتُكَ كَلِمَتَيْنِ تَنْفَعَانِكَ قَالَ فَلَمَّا اَسْلَمَ حُصَيْنٌ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عَلِّمْنِيَ الْكَلِمَتَيْنِ اللَّتَيْنِ وَعَدْتَنِيْ فَقَالَ قُلِ اللّٰهُمَّ اَلْهِمْنِيْ رُشْدِيْ وَاَعِذْنِيْ مِنْ شَرِّ نَفْسِيْ (رواہ الترمذی)

عمران بن حصین سے روایت ہے - کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے باپ سے فرمایا اے حصین - اسلام لانے سے پہلے آج تک تو نے کتنے معبودوں کی عبادت کی تھی - میرے والد نے کہا سات کی عبادت کی تھی - چھ زمین میں تھے - اور ایک آسمان میں - آپ نے فرمایا - اے حصین - ان معبودوں میں سے تو کس سے بھلائی کی امید رکھتا اور کس سے ڈرتا ہے - میرے والد نے عرض کی اس سے جو آسمان پر ہے - آپ نے فرمایا اے حصین اگر تو اسلام قبول کر لیتا - تو میں تجھ کو دو کلمے سکھا دیتا جو تجھ کو فائدہ پہنچاتے - عمران کا بیان ہے کہ جب حصین نے اسلام قبول کر لیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی یا رسول اللہ مجھ کو وہ دو کلمے سکھلا دیجئے جن کا آپ نے وعدہ فرمایا تھا - آپ نے فرمایا تو یہ پڑھا کر اَللّٰهُمَّ اَلْهِمْنِيْ رُشْدِيْ وَاَعِذْنِيْ مِنْ شَرِّ نَفْسِيْ - یعنی اے اللہ میرے دل میں ڈال دے میری ہدایت اور بچا مجھ کو میرے نفس کی برائی سے

دعا

اَللّٰهُمَّ وَفِّقْنَا لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى وَاجْعَلْ اٰخِرَتَنَا خَيْرًا مِّنَ الْاُوْلٰى

خدام الدین کی توسیع اشاعت میں حصہ لے کر ثواب دارین حاصل کریں

مجلس ذکر منعقدہ جمعرات مورخہ ۱۲ر شوال المکرم ۱۳۷۸ھ مطابق ۳۰ر اپریل سنہ ۱۹۵۹ء

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی

اِنسان کی رُوحانی تربیت کے لئے رُوحانی مُربیّ کی ضرورت

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی ـــــ اَمَّا بَعْدُ :-

عرض یہ ہے کہ انسان کے وجود میں دو چیزیں ہیں - عام فہم الفاظ میں ایک کو روح اور دوسری کو جسم کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے - ان دونوں کی تربیت کے لئے مربیوں کی ضرورت ہے - جسمانی مُربّی ماں باپ ہیں - اصل مربی ماں ہے - باپ اس کا معین و مددگار ہوتا ہے - بچہ ماں ہی کی گود میں تربیت پاتا ہے - وہی اس کو کھلاتی پلاتی اور وہی اس کا پیشاب پاخانہ دھوتی ہے - باپ کما کر لاتا ہے اور بچہ کی تربیت کے لئے اخراجات بہم پہنچاتا ہے - اس لئے کہا ہی جائیگا کہ دونوں تربیت کرتے ہیں - روحانی مربی انبیاء علیہم السلام ہوتے ہیں - اللہ تعالیٰ نے ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء علیہم السلام بھجوانے کے بعد یہ سلسلہ ختم کر دیا - آخری نبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں - آپ تعلیم بھی دیتے تھے اور تزکیہ بھی فرماتے تھے - وَ یُزَکِّیْهِمْ وَ یُعَلِّمُهُمُ الْکِتٰبَ (سورہ الجمعہ رکوع ۱ پ ۲۸) (ترجمہ :- اور (پیغمبر) انہیں پاک کرتا ہے اور کتاب سکھاتا ہے) تعلیم ظاہر کی ہوتی ہے اور تزکیہ باطن کا ہوتا ہے - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا سے روپوش ہوئے تقریباً پونے چودہ سو سال ہو چکے ہیں - خدا جانے قیامت کب آئیگی - آپ کو اللہ تعالیٰ نے قیامت تک آنے والی نسل انسانی کے لئے داعی الی اللہ بنا کر مبعوث فرمایا ہے - وَ مَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا کَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِیْرًا وَّ نَذِیْرًا الایہ (سورۃ السبا ع ۳ پ ۲۲) (ترجمہ - اور ہم نے آپ کو جو بھیجا ہے تو صرف سب لوگوں کو خوشخبری اور ڈر سنانے کے لئے)

انسانوں کو روحانی تربیت کی ضرورت قیامت تک رہے گی - اس لئے اللہ تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں ہمیشہ روحانی مربی پیدا فرماتے رہے ہیں روحانی مربی اب بھی ہیں اور قیامت تک رہیں گے - تعلیم اور تربیت کے جو اصول حضور انور کو اللہ تعالیٰ نے سکھلائے تھے وہ علمی طور پر کتاب و سنت میں قیامت تک محفوظ کر دیئے گئے ہیں - آپ کے بعد تعلیم و تربیت کے یہ دونوں سلسلے چلے آ رہے ہیں - یہ مسلمانوں کی خصوصیت ہے - کہ ان کے پاس آسمانی کتاب بھی محفوظ ہے اور حضور انور کی پاک سیرت بھی محفوظ ہے - باقی کسی قوم کے پاس نہ آسمانی کتاب محفوظ ہے اور نہ ان کے نبی کے ارشادات - حضور انور فرماتے ہیں - انبیائے سابقین کے ارشادات میں سے صرف ایک فقرہ محفوظ رہا ہے - اِذَا لَمْ تَسْتَحْیِ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ - جس کا کسی نے فارسی میں ترجمہ کیا ہے - ؎

بے حیا باش ہر چہ خواہی کُن

قرآن مجید کے ساتھ صحاح ستہ بھی محفوظ ہیں جو احادیث کو نہیں مانتے وہ نہ مانیں لیکن حقیقت یہی ہے کہ صحاح ستہ محفوظ ہیں - معلم قرآن بھی ہمیشہ رہیں گے - وہ قرآن سنائیں گے اور قرآن پہنچائیں گے - اور مزکی بھی ہمیشہ رہیں گے - وہ باطن کی تربیت کریں گے - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں تزکیہ وہباً ہوتا ہے - اب کسباً کرنا پڑتا ہے - حضور انور کا ارشاد ہے

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ غَنْمٍ وَ اَسْمَاءَ بِنْتِ یَزِیْدَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ خِیَارُ عِبَادِ اللّٰہِ الَّذِیْنَ اِذَا رُءُوْا ذُکِرَ اللّٰہُ اَلْحَدِیْث (باب حفظ اللسان والغیبۃ والشتم رواہ البیہقی فی شعب الایمان)

(ترجمہ - عبدالرحمٰنؓ بن غنم اور اسماءؓ بنت یزید سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - اللہ کے نیک بندے وہ ہیں کہ جب ان کو دیکھا جائے تو اللہ تعالیٰ یاد آئے)

اس زمانہ میں بھی اللہ تعالیٰ کے ایسے بندے موجود ہیں - جن کی صحبت میں دل دنیا سے ہٹ کر آخرت کی طرف متوجہ ہوتا نظر آتا ہے - اس کو چودہ سو سال پیچھے لے جایئے - جو شخص بھی نیک نیتی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ہاتھ دیتا - اس کا باطن پاک ہو جاتا تھا - اللہ تعالیٰ کے نیک بندے ہر زمانے میں رہیں گے - شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ اپنے حاشیہ میں ایک جگہ تحریر فرماتے ہیں "یعنی ہر امت اور ہر عہد کے لوگوں کا احوال اس وقت کے پیغمبر سے اور معتبر نیک بختوں سے بیان کروا دیں گے - منکروں کا انکار اور اطاعت والوں کی اطاعت بیان ہوگی" (حاشیہ موضح القرآن سورہ النساء آیت ۴۱-۴۲)

اس طرح ہر دور کے انسانوں پر اتمام حجت ہوتا رہے گا - تاکہ وہ قیامت کے دن یہ نہ کہہ سکیں - مَا جَآءَنَا مِنْ بَشِیْرٍ وَّ لَا نَذِیْرٍ الایہ (سورہ المائدہ ع ۳ پ ۶) (ترجمہ - ہمارے پاس کوئی خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا نہیں آیا) حضور انور کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا - پھر یہ کام کون کرے گا؟ آپ کے دروازہ کے غلام یہ کام کریں گے - علمائے کرام تعلیم اور صوفیائے عظام تربیت کا کام کریں گے -

تزکیہ یہ ہے کہ دل ماسوائے اللہ سے پاک ہو جائے - نہ بیوی محبوب رہے نہ اولاد - نہ بڑے سے بڑا سیٹھ بننا مطلوب ہو - نہ بڑے سے بڑا زمیندار بننا - فقط اللہ تعالیٰ کی رضاء مطلوب - محبوب اور مقصود بن جائے - کتنے ہیں جن کا دل ماسوا اللہ سے پاک ہے - اکثریت ان کی ہے - جن کو نہ خدا یاد ہے اور نہ خدا کا رسولؐ یاد ہے - کوئی بیوی پر مفتون ہے کوئی اولاد پر - کوئی بڑا سیٹھ اور کوئی بڑا زمیندار بننا چاہتا ہے - دولت آئے خدا روٹھ جائے تو روٹھ جائے - جائداد بن جائے - خواہ خدا ناراض ہو جائے -

کتنے ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ ساری دنیا روٹھ جائے ۔ لیکن اللہ تعالیٰ ناراض نہ ہونے پائے ۔ بیوی ۔ اولاد ۔ برادری جو بھی اللہ تعالیٰ سے ٹکرائے سب کو کاٹ کر پھینک دیا جائے ۔ یہ ہے تزکیہ ۔ اللہ تعالیٰ کا فضل شامل ہو جائے اور ہادی مل جائے تو دل ماسوا اللہ سے پاک ہو جاتا ہے ۔ اگر آپ کو یہ درجہ حاصل ہے تو میں آپ کو اس پر مبارکباد دیتا ہوں ۔ اگر یہ درجہ حاصل نہیں تو تزکیہ کی ضرورت ہے ۔

انسان کوئی چیز بھی سیکھے بغیر حاصل نہیں کر سکتا ۔ دین بھی سیکھے بغیر نہیں آتا ۔ لیکن مسلمان کو عام طور پر دین سیکھنے کی ضرورت کا احساس ہی نہیں ہے ۔ شیطان انہیں گمراہ کر رہا ہے اور وہ گمراہی میں مست ہیں مثلاً لاہور میں دس ہزار حق مہر باندھا جاتا ہے ۔ اس وقت شیطان ان کے منہ سے یہ الفاظ کہلواتا ہے ۔ کس نے لینا ہے اور کس نے دینا ہے ۔ یاد رکھو اگر میاں بیوی میں ان بن ہو جائے تو بیوی میاں کی ساری جائداد قرق کروا کر حق مہر وصول کر سکتی ہے عربی کا ایک مقولہ ہے خَدِّمِ الْخُرُوجَ قَبْلَ الْوُلُوجِ ۔ (ترجمہ (کسی گڑھے میں) داخل ہونے سے پہلے نکلنے کا راستہ بھی سوچ لو) مہر تو دس ہزار باندھتے ہو یہ بھی سوچا کرو کہ ادا بھی کر سکتے ہو یا نہیں ۔ فارسی میں کسی نے خوب کہا ہے سے

چہ کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی

میں تو اپنے دوستوں کو یہ مشورہ دیا کرتا ہوں کہ رشتہ کا فیصلہ کرنے سے پہلے حق مہر کا فیصلہ کر لیا کرو ۔ حق مہر اپنی استطاعت کے مطابق باندھو

تزکیہ بڑا مشکل ہے ۔ جس طرح ماں کو ہر وقت بچہ کی نگرانی کرنی پڑتی ہے ۔ وہ ضابطہ کی پابند ہو تو بچہ کی تربیت ٹھیک ہوتی ہے ۔ ورنہ وہ اپنا اور ماں کا ہر وقت نقصان کرتا رہتا ہے اسی طرح ہادی ہر وقت نگہبانی کرتا ہے ۔ اول تو ہادی ملنا مشکل ہے ۔ اگر ہادی مل جائے تو اس سے فیض حاصل کرنا مشکل ہے ۔ اسی لئے میں کہا کرتا ہوں سب کچھ بننا ہے آسان ۔ سب سے مشکل بننا ہے انسان ۔ انسان ہادی بناتا ہے ۔ حضرت دین پوری کے ہاں دستور تھا کہ اگر ان کے خدام میں سے کسی کی ایک رکعت جماعت سے رہ جاتی تو اس کو پانچ جوتے لگوائے جاتے تھے ۔ حضرت کے ہاں اپنی تربیت کرانے کے لئے ایک جماعت رہتی تھی ۔ ان کو یہ سزا دی جاتی تھی ۔ اگر کوئی مولوی صاحب باہر سے آتے اور ان کی ایک رکعت جماعت سے رہ جاتی تو حکم ہوتا تھا ۔ کہ ان کے حصے کے جوتے فلاں خادم کو مارے جائیں اور یہ خادم خوش ہوتا تھا کہ کوئی خصوصیت ہے تو مجھے منتخب کیا گیا ہے ۔ کہتے ہیں کہ ایک بار لیلیٰ نے کھانا پکوایا اور فقراء میں تقسیم کیا سب کو پیالے بھر کر دیئے ۔ جب مجنوں آیا تو اس کا پیالہ لے کر زمین پر دے مارا ۔ مجنوں اچھلتا کودتا چلا گیا کہ مجھ میں کوئی خصوصیت ہے تو امتیازی سلوک کیا گیا ہے ۔ حضرت دین پوری کے ہاں جو خدام اللہ کا نام سیکھنے کے لئے آتے تھے وہ کھدر کے کپڑے کیکر کی چھال میں رنگ کر پہنا کرتے تھے ۔ ان کو عشاء کی نماز کے بعد پھیکے بھات کا ایک پیالہ ملا کرتا تھا ۔ جس میں نمک بھی نہ ہوتا تھا ۔ دو تین گھنٹے کے بعد پیشاب آتا اور پیٹ خالی ہو جاتا تھا ۔ پھر خدام اللہ اللہ کرنے بیٹھ جاتے تھے ۔ تربیت یوں ہوتی ہے ۔ ان میں سے ایک خادم ایک بار مجھ سے پوچھتا ہے ۔ مولوی صاحب ! کیا ہم اللہ تعالیٰ کو قیامت کے دن دیکھیں گے ۔ میں نے کہا جی ہاں ۔ اللہ تعالیٰ کو ہم ضرور دیکھیں گے اس کے بعد وہ کہتا ہے کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمتیں کھائی ہیں ۔ اس کو دیکھنے کو بہت دل چاہتا ہے ۔ کیکر کی کھال میں رنگے ہوئے کھدر کے کپڑے پہنتے ہیں ۔ رات کو پھیکا بھات اور دن کو گھنگھنیاں کھاتے ہیں ۔ ان کو وہ اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت سمجھتے تھے ۔ یہ رنگ اس لئے ان پر چڑھا کہ پاک غذا کھاتے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ کی یاد میں شاغل رہتے ہیں اور ہادی کی زیر نگرانی رہتے ہیں ۔ لاہور میں کہیں بد معاشی کے اڈے ۔ کہیں شراب خانے ۔ کہیں سینما گھر ۔ اور کہیں ریڈیو پر رنڈیوں کے گانے ہیں ۔ انگریز تمہیں یہ تمدن سکھا گیا ہے ۔ تم پر کتاب و سنت کا رنگ کس طرح چڑھے سے

وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

سرکار مدینہ تو فرمائیں کہ اَلْحَیَاءُ مِنْ شُعْبَۃِ الْاِیْمَانِ (ترجمہ ۔ حیا ایمان کا ایک حصہ ہے) ۔ اور تم بے غیرت ہو گئے ہو ۔ بہوان اور کنواری بہو بیٹیوں کو رنڈیوں کے گانے سناتے ہو ۔ تم کو ہادی کی ضرورت نہیں ۔ اس لئے اللہ تعالیٰ تمہارے ہاں ہادی نہیں بھجواتے ۔

جوہری جواہرات اور موتیوں کی ڈبیہ اس جگہ کھولتا ہے ۔ جہاں ان چیزوں کے خریدار ہوں ۔ انگریز تمہارا ایمان اور اسلام چھین کر لے گیا اور تم کو اس کا احساس بھی نہیں ۔ تمہارے ہاں نماز ضروری نہیں نماز نہ پڑھنے سے لعنت پڑتی ہے ۔ لعنت کیا ہے ۔ اَللَّعْنَۃُ اَلْبُعْدُ مِنَ الرَّحْمَۃِ (ترجمہ ۔ لعنت ہے رحمت سے دوری) تم خوش ہو کہ ترقی ہو گئی ہے ۔ لیکن پتہ ہے ترقی کس چیز کی ہوئی ؟ چوری بدمعاشی اور بےحیائی کی ترقی ہوئی ہے سے

دار ہستی کچھ سہی لیکن یہی پایا گیا
بے خبر ہنستے رہے اور با خبر رویا کئے

طبیب تب مریض کا علاج کرتا ہے جب وہ خود آئے ۔ نبض دکھائے ۔ نسخہ لکھوائے اور تجویز کردہ دوا استعمال کرے ہادی بھی اسی کی تربیت کرتا ہے ۔ جو اس کی ہدایات پر عمل کرنے کے لئے تیار ہو ۔ شرعاً بے نماز اور غیر مسلم کے ہاتھ کی پکی ہوئی چیز کھانی جائز ہے ۔ لیکن تربیت کے لئے ان سے پرہیز ضروری ہے ۔ جو باطن کا تزکیہ کرانا چاہے ۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ جس شخص کی للہیت ۔ دیانت ۔ امانت اور صلاحیت پر اعتماد ہو ۔ اس کی کمائی کو اپنی ذات خاص پر خرچ کرے ۔ لیکن تزکیہ کرانے والے بھی کم ہیں اور کرنے والے تو اور بھی کم ہیں ۔ تزکیہ اگر یہاں نہ ہوا تو قبر میں ہوگا ۔ قبر اور دوزخ کا عذاب فقط کفار مشرکین اور نفاق اعتقادی کے منافقوں کے لئے مخصوص نہیں ۔ بلکہ فاسق مسلمانوں کو بھی ہوگا ۔ اس سے وہی بچ سکیں گے ۔ جس کو اس جہان میں رضائے الٰہی مطلوب ۔ محبوب اور مقصود تھی ۔ ان کے متعلق قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ۔ وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ یَّتَّخِذُ

مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ اَنْدَادًا یُّحِبُّوْنَھُمْ کَحُبِّ اللّٰہِ ط وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ ط الآیہ۔ (سورۃ البقرہ ع۲۰ پ۲)

(ترجمہ۔ اور ایسے لوگ بھی ہیں۔ جنہوں نے اللہ کے سوا اور شریک بنا رکھے ہیں۔ جن سے ایسی محبت رکھتے ہیں۔ جیسی کہ اللہ سے رکھنی چاہیئے۔ اور ایمان والوں کو تو اللہ ہی سے زیادہ محبت ہوتی ہے)

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کے ہاں اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہ ترقی کا معیار ہے حدیث شریف میں حضور انورؐ نے اس کا ذکر یوں فرمایا ہے۔ سہل بن سعدؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ خیر (مال کثیر) خزانے ہیں۔ اور ان خزانوں کی کنجیاں ہیں۔ پس اس بندہ کو خوشخبری ہو جس کو اللہ تعالےٰ نے خیر کے کھولنے اور شر کو بند کرنے کی کنجی بنایا ہے۔ اور اس بندہ کو ہلاکت ہو جس کو اللہ تعالیٰ نے شر کو کھولنے اور خیر کو بند کرنے کی کنجی بنایا ہے (ابن ماجہ)

یہ ہے انسان کی تکمیل۔ بڑا شر ہے کفر۔ شرک اور نفاق اعتقادی۔ تزکیہ بڑا مشکل ہے۔ اوّل تو مزکیؔ کا ملنا مشکل ہے۔ ان کو دیکھنے کو آنکھیں ترستی ہیں۔ اگر مل جائے تو تزکیہ کرانا مشکل ہے جب تک انسان ہادی کے ہاتھ میں اپنی باگ ڈور نہ دیدے تزکیہ نہیں ہو سکتا۔

سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے

ہادی ہستی مٹا دیتا ہے۔ ہادی کی صحبت میں انسان حلال کھاتا ہے۔ اللہ تعالےٰ سے دل لگاتا ہے۔ اس طرح کایا پلٹ جاتی ہے ؎

صدقے میں تیرے ساقی مشکل آسان کر دے
ہستی مری مٹا دے خاکِ بےجان کر دے

اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو استقامت عطا فرمائے۔ آمین یا الہ العالمین۔

ایس نظام الدین اینڈ کمپنی برانڈرتھ روڈ لاہور
ہارڈویر، مل سٹور، ورکشاپ ٹولز، سامان بورنگ پیمائشی اوزار، سٹیل وائر روپ۔ ارزاں نرخوں پر ہم سے خریدیں۔ فون نمبر ۲۶۹۷

از جناب محمد شفیع عمرالدین جہلم

خود غرض مت بنو

۱۔ خود غرضی کے کبھی بھی قریب نہیں جانا چاہیئے۔ اور ساری جد و جہد صرف اپنی مطلب برآری کے لئے ہی محدود نہ رکھنی چاہیئے۔ بلکہ اس چار روزہ زندگی میں حتی المقدور خدمتِ خلق کرتے رہنا چاہیئے۔ حدیث شریف میں آیا ہے

"اور جو شخص اپنے بھائی کی
حاجت روائی میں مشغول ہوگا
خدا تعالیٰ اس کی حاجت روائی
کرے گا"

(بخاری۔ کتاب الاکراہ۔ عن ابوہریرہؓ)

۲۔ خدمت خلق کا بلند ترین سبق ہمیں حضرات صحابہ کرامؓ کی مبارک زندگیوں سے ملتا ہے۔ مثلاً

حدیث۔ حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں۔ ایک شخص نے خدمت عالی میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہؐ میں تنگ حال ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فوراً ازواج مطہراتؓ کے پاس آدمی بھیجا۔ لیکن وہاں کچھ موجود نہ تھا۔ حضورؐ نے فرمایا جو شخص اس آدمی کو آج رات مہمان رکھے گا۔ اس پر اللہ تعالےٰ رحم فرمائیگا یہ سن کر ایک انصاری نے کھڑے ہو کر عرض کیا۔ یا رسول اللہؐ میں اس کی مہمانی کرونگا۔ یہ عرض کر کے وہ انصاری اپنے گھر گئے اور بیوی سے کہا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مہمان ہے۔ اس سے کوئی چیز بچا نہ رکھیو۔ بیوی نے کہا خدا کی قسم ہمارے پاس تو صرف بچوں کے لائق کھانا ہے۔ انصاری بولے اگر بچے کھانا مانگیں تو ان کو (حیلہ سے) سلا دینا۔ اور چراغ بجھا دینا اور ہم آج رات خالی شکم رہیں گے۔ بیوی نے ایسا ہی کیا۔ صبح کو جب خدمت گرامی میں حاضر ہوئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا فلاں مرد و فلاں عورت سے بہت خوش ہوا۔ اس پر خدا تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی

وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ (الحشر آیت نمبر ۹ کا جزو)

(بخاری کتاب التفسیر)

ترجمہ۔ اور مقدم رکھتے ہیں۔ ان کو اپنی جان سے اور اگرچہ ہو اپنے اوپر فاقہ۔

ابن کثیر میں ہے کہ یہ حضرت ابو طلحہؓ تھے۔ چراغ کھانے کے وقت بجھا دینے سے یہ غرض تھی کہ مہمان کو کھانے یا نہ کھانے کا پتہ نہ چلے۔ کیونکہ کھانا کم تھا جو صرف مہمان کے لیئے کافی ہو سکتا تھا۔

۳۔ خود بھوکے رہنا۔ بیوی کو بھوکے رکھنا۔ عزیز بچوں کو بھوکے رکھنا اور مہمان کو پتہ تک نہ لگنے دینا بہت بڑی بات ہے۔ سچ تو یہ ہے ایسی مثال ہمارے اسلاف کے سوا کہاں مل سکتی ہے۔ مگر یہ ہماری بد قسمتی ہوگی۔ اگر ہم ان ستاروں سے روشنی حاصل نہ کریں۔ جنہوں نے سراج نبوی سے نور ہدایت حاصل کیا ہے۔ ایک مرتبہ مولانا عبداللہ لغاری مرحوم (سانگھڑ والوں) نے فرمایا کہ شہر کے بعض رؤسا کے دسترخوان کا پس خوردہ گٹر (گندے پانی کے نالے) کے حوالے کر دیا جاتا ہے۔ اگر یہی پسخوردہ کسی مسکین کو دیا جاتا تو اسکی شکم پری ہو سکتی تھی۔" ایک وہ مبارک ہستیاں تھیں کہ اپنی ضرورت کے مقابلے میں اپنے بھائی کی ضرورت کو مقدم سمجھتی تھیں مگر اب یہ حالت دیکھنے میں آتی ہے کہ ضرورت سے زائد چیز بھی ہم خانہ پر خرچ کرنے کو تیار نہیں ہیں۔

۴۔ اب جنگ یرموک کے بصیرت افروز واقعہ پر بھی نظر دوڑائیے جو حضرت عکرمہؓ اور انکے ساتھیوں کو پیش آیا تھا۔ جنہیں سخت دھوپ کا سامنا تھا۔ زخمی تھے۔ پیاسے جان بلب تھے۔ مگر خود غرضی سے اتنا دور تھے کہ جب ایک کو پانی پیش کیا جاتا ہے تو وہ پکار اٹھتے ہیں" دوسرے کو پلاؤ"۔ جب دوسرے کو پانی پیش کیا جاتا ہے تو پکار اٹھتے ہیں "تیسرے کو پلاؤ"۔ اور اسی ایثار کے جذبے میں تینوں حضرات چل بستے ہیں۔ اور آخری وقت پانی ایک کو بھی نہیں نصیب ہوتا۔

(ابن کثیر)

كمالِ الدين مدرس لاهور كارپوريشن

سخاوت

حضرت عبداللہ بن جعفرؓ ایک مرتبہ مدینہ منورہ کے ایک باغ پر گزرے۔ اس باغ میں ایک حبشی غلام باغ کا رکھوالی تھا۔ وہ روٹی کھا رہا تھا اور ایک کُتّا اُس کے سامنے بیٹھا ہوا تھا۔ جب وہ ایک لقمہ بنا کر اپنے منہ میں رکھتا تو ویسا ہی ایک لقمہ بنا کر اُس کُتّے کے سامنے ڈالتا۔ حضرت عبداللہؓ بن جعفر اس منظر کو کھڑے دیکھتے رہے جب وُہ غلام کھانے سے فارغ ہو چکا تو یہ اس کے پاس تشریف لے گئے۔ اس سے دریافت کیا کہ تم کس کے غلام ہو۔ اُس نے کہا کہ میں حضرت عثمانؓ کے وارثوں کا ہوں۔ انہوں نے فرمایا کہ میں نے تمہاری ایک عجیب بات دیکھی۔ اُس نے عرض کیا۔ آقا تم نے کیا دیکھا۔ فرمانے لگے کہ تم جب ایک لقمہ کھاتے تھے۔ ساتھ ہی ایک لقمہ اُس کُتّے کو دیتے تھے۔ اس نے عرض کیا کہ یہ کُتا کئی سال سے میرا ساتھی ہے اس لیۓ ضروری ہے کہ میں کھانے میں بھی اس کو اپنا ساتھی رکھوں۔ انہوں نے فرمایا کہ اس کُتّا کے لیۓ تو اس سے کم درجہ کی چیز بھی کافی تھی۔ غلام نے عرض کیا مجھے اللہ جل شانہٗ سے اسکی غیرت آتی ہے کہ میں کھاتا رہوں اور ایک جاندار آنکھ مجھے دیکھتی رہے۔

حضرت ابن جعفر اس سے بات کر کے واپس تشریف لائے اور حضرت عثمانؓ کے وارثوں کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا کہ اپنی ایک عرض لے کر آپ لوگوں کے پاس آیا ہوں۔ انہوں نے کہا کیا ارشاد ہے ضرور فرما دیں۔ آپ نے فرمایا فلاں باغ میرے ہاتھ فروخت کر دو۔ انہوں نے عرض کیا کہ جناب کی خدمت میں وہ ہدیہ ہے اس کو بلاقیمت قبول فرما لیں۔ فرمانے لگے کہ میں بغیر قیمت لینا نہیں چاہتا قیمت طے ہو کر معاملہ ہو گیا۔ پھر حضرت ابن جعفر نے فرمایا کہ اُس میں جو غلام کام کرتا ہے اس کو بھی لینا چاہتا ہوں۔

انہوں نے عرض کیا کہ وہ بچپن سے ہمارے ہی پاس پلا ہے۔ اس کی جدائی شاق ہے۔ مگر حضرت عبداللہ بن جعفر کے اصرار پر انہوں نے اس کو بھی ان کے ہاتھ فروخت کر دیا۔ یہ دونوں چیزیں خرید کر اُس باغ میں تشریف لے گئے۔ اور اس غلام سے فرمایا کہ میں نے اس باغ کو اور تم کو خرید لیا ہے۔ غلام نے عرض کیا اللہ تعالیٰ شانہٗ آپ کو یہ خریداری مبارک فرمائے۔ اور برکت عطا فرمائے۔ البتہ مجھے اپنے آقاؤں سے جدائی کا رنج ہوا۔ کہ انہوں نے بچپن سے مجھ کو پالا تھا۔ حضرت عبداللہ بن جعفر نے فرمایا کہ میں تم کو آزاد کرتا ہوں اور یہ باغ تمہاری نذر ہے۔ اُس غلام نے عرض کیا کہ پھر آپ گواہ رہیں کہ یہ باغ میں نے حضرت عثمانؓ کے وارثوں پر وقف کر دیا۔ حضرت عبداللہ بن جعفر فرماتے ہیں کہ مجھے اس کی اس بات پر اور بھی تعجب ہوا۔ اور اس کو بخشش کی دُعائیں دے کر واپس آ گیا۔ (مسافرات) یہ تو مسلمانوں کے اسلاف کے غلاموں کے کارنامے تھے۔

نافع کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ ایک دفعہ مدینہ منورہ سے باہر تشریف لے جا رہے تھے۔ خدام ساتھ تھے۔ کھانے کا وقت ہو گیا۔ خدام نے دسترخوان بچھایا۔ سب کھانے کے لیۓ بیٹھے۔ ایک چرواہا بکریاں چراتا ہوا گزرا۔ اس نے سلام کیا۔ حضرت ابن عمرؓ نے اُس کی کھانے کی تواضع کی۔ اُس نے کہا۔ میرا روزہ ہے۔ حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ اس قدر سخت گرمی کے زمانہ میں [illegible] لو چل رہی ہے۔ جنگل میں تو روزہ رکھ رہا ہے۔ اُس نے عرض کیا کہ میں اپنے ایام خالیہ کو وصول کر رہا ہوں۔ (یہ قرآن پاک کی ایک آیت شریفہ کی طرف اشارہ تھا۔ جو سورۂ الحاقہ میں ہے کہ حق تعالےٰ شانہٗ جنتی لوگوں کو فرماویں گے۔

كُلُوا وَاشْرَبُوا هَنِيئًا بِمَا أَسْلَفْتُمْ فِي الْأَيَّامِ الْخَالِيَةِ ـ

(ترجمہ۔ کھاؤ اور پیو مزہ کے ساتھ ان اعمال کے بدلہ میں جو تم نے گذرے ہوئے زمانہ میں (دُنیا میں) کئے ہیں)۔

اس کے بعد حضرت ابن عمرؓ نے امتحان کے طور پر اس سے کہا۔ کہ ہم ایک بکری خریدنی چاہتے ہیں۔ اس کی قیمت بتا دو۔ اور لے لو۔ ہم اس کو کاٹیں گے اور تمہیں بھی گوشت دینگے کہ افطار میں کام دے گا۔ اُس نے کہا کہ یہ بکریاں میری نہیں ہیں۔ میں تو غلام ہوں۔ یہ میرے سردار کی بکریاں ہیں۔ حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ سردار کو کیا خبر ہوگی اس سے کہہ دینا۔ کہ بھیڑیا کھا گیا۔ اس نے آسمان کی طرف اشارہ کیا اور کہا۔ فاین اللّٰہ اور اللہ تعالےٰ کہاں چلے جائیں گے۔ (یعنے وہ پاک پروردگار تو دیکھ رہا ہے۔ جب وہ مالک الملک دیکھ رہا ہے تو میں کیسے کہہ سکتا ہوں کہ بھیڑیا کھا گیا۔ حضرت ابن عمرؓ تعجب سے اور مزے سے بار بار فرماتے تھے۔ ایک چرواہا کہتا ہے۔ این اللّٰہ این اللّٰہ (اللہ تعالیٰ کہاں چلے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کہاں چلے جائیں گے۔) اس کے بعد حضرت ابن عمرؓ شہر میں واپس تشریف لائے تو اس غلام کے آقا سے اُس غلام کو اور بکریوں کو خرید کر غلام کو آزاد کر دیا اور وہ بکریاں اسی کو ہبہ کر دیں
(در منثور)

یہ اس وقت کے چرواہوں کا حال تھا کہ ان کو جنگل میں بھی فکر تھا کہ اللہ تعالےٰ شانہٗ دیکھ رہے ہیں۔

ہے تکبّر زر پہ لاحاصل کہ بعد از مرگ بس
ایک ہی رستہ ہے سب شاہ و گدا کیواسطے
مال و زر ملک و زمیں فوج و سپاہ گنج و حشم
کب کسی کو ہے بقا سب ہے فنا کیواسطے

محمد شفیع عمرالدین ٹھٹھہ

اپنے ہی لئے کرتے ہو

ہر سلیم الفطرت انسان یہ چاہتا ہے کہ وہ جو کام بھی کرے اس کا انجام خیر و خوبی کا حامل ہو۔ اس لئے وہ کام میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے اس کے ہر پہلو پہ غور کرتا ہے۔ اس کے نفع و ضرر کا خیال کرتے ہوئے اگر کام انجام کے لحاظ سے درست ہے تو کرتا ہے۔ اگر معاملہ بر عکس ہے تو کنارہ کش ہو جاتا ہے کوئی انسان خسارہ مند تجارت کرنی نہیں چاہتا۔

بعینہ اسے سوچنا چاہیئے کہ اس چار روزہ زندگی کا ماحصل کیا ہے۔ وہ ہے صرف دو باتیں (۱) رضائے مولا اور جنت کا ٹھکانا (۲) یا خفگئ اللہ تعالےٰ اور دوزخ کا جیل خانہ الدنیا مزرعة الآخرة یعنی دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔ اس جہان میں جس جنس کا بیج بویا جاتا ہے۔ وہی جنس کاٹی جاتی ہے۔

گندم از گندم بروید جو ز جو
از مکافاتِ عمل غافل مشو

الحاصل اس جہان میں جیسے عمل ہوں گے۔ قیامت کے روز ویسا ہی نتیجہ ظاہر ہوگا۔ اب بھلا انسان وہ ہے جو اپنے سود و زیاں کا ہر گھڑی دھیان رکھے۔ تاکہ کل کو دست تاسف نہ ملنا پڑے۔

ہدایت اور گمراہی کا نفع اور نقصان

مَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا (بنی اسرائیل آیت ۱۵)

ترجمہ۔ جو سیدھے راستہ پر چلا تو اپنے ہی لئے اور جو بھٹک گیا تو بھٹکنے کا نقصان بھی وہی اٹھائیگا (حضرت مولانا احمد علی مدظلہ العالی)

الحاصل جو قرآن پاک کا اتباع کریگا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کریگا تو اس کا اپنا ہی بھلا ہے۔ اگر صراط مستقیم سے ہٹ گیا تو اپنا ہی نقصان کرے گا اب عقلمند وہ ہے جو ہر معاملہ میں اپنے نفع و نقصان کا خیال کرے۔ نفع والے کام کو کرے اور نقصان دہ افعال سے اجتناب کرے۔

ہدایت کا راستہ

وَاَنْ اَتْلُوَا الْقُرْاٰنَ ۚ فَمَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَقُلْ اِنَّمَا اَنَا مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ (النمل آیت ۹۲)

ترجمہ۔ اور یہ بھی کہ قرآن سناؤں پھر جو کوئی راہ پر آ گیا تو وہ اپنے بھلے کو راہ پر آتا ہے۔ اور جو گمراہ ہوا تو کہہ دو میں تو صرف ڈرانے والوں میں سے ہوں

الحاصل سرکار دو عالمؐ نے بذات خود قرآن پاک کے حکموں پر عمل کیا۔ قرآن پاک کے احکام پڑھ کر سنا دیئے۔ انکی شرح بیان فرما دی۔ جو حدیث کی صورت میں ہمارے پاس موجود ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ فریضۂ تبلیغ تھا جو آپؐ نے ادا فرما دیا۔ اب ان احکام پہ چلنے سے ہمارا اپنا ہی فائدہ ہے۔

قرآن کی ہدایت

اِنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ لِلنَّاسِ بِالْحَقِّ ۚ فَمَنِ اهْتَدٰى فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۚ وَمَا اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ (الزمر آیت ۴۱)

ترجمہ۔ بے شک ہم نے آپ پر یہ کتاب سچی لوگوں کے لئے اُتاری ہے پھر جو راہ پر آیا سو اپنے لئے اور جو گمراہ ہوا سو وہ گمراہ ہوتا ہے اپنے بُرے کو اور آپ ان کے ذمہ دار نہیں ہیں۔

"اللہ تعالےٰ رب العزة اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کرکے فرما رہا ہے۔ کہ ہم نے تجھ پر اس قرآن کو سچائی اور راستی کے ساتھ تمام جن و انس کی ہدایت کے لئے نازل فرمایا ہے۔ اس کے فرمان کو مان کر راہ راست حاصل کرنے والے اپنا ہی نفع کریں گے اور اس کو چھوڑ کر دوسری غلط راہوں پر چلنے والے اپنا ہی بگاڑیں گے۔ آپ اس امر کے ذمہ دار نہیں کہ خواہ مخواہ ہر شخص اسے مان لے آپ کے ذمے صرف اس کا پہنچا دینا ہے۔ حساب لینے والے ہم ہیں" (ابن کثیر)

کل کو قیامت کے دن قرآن کریم کی سیدھی راہ کو چھوڑ کر غلط راہوں پہ چلنے والے افسوس کریں گے۔

یعنی ہوا و ہوس اور دنیا کے مزوں میں پڑ کر خدا کو کچھ سمجھا ہی نہیں۔ اس کے دین کی اور پیغمبروں کی اور جس ہولناک انجام سے پیغمبر ڈرایا کرتے تھے سب کی ہنسی اڑاتا رہا۔ ان چیزوں کی کوئی حقیقت نہ سمجھی۔ افسوس خدا کے پہچاننے اور اس کا حق ماننے میں میں نے کس قدر کوتاہی کی۔ جس کے نتیجہ میں آج یہ بُرا وقت دیکھنا پڑا۔ (حضرت مولانا شبّیر احمد صاحب عثمانی)

ایماندار قرآن پاک کی تعلیم سے متاثر ہوتے ہیں۔ اس کے اوامر و نواہی پر عمل کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فضل ان کے شامل حال رہتا ہے۔

وَالَّذِيْنَ اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًى وَّاٰتٰىهُمْ تَقْوٰىهُمْ (محمدؐ آیت ۱۷)

ترجمہ۔ اور جو راستہ پر آ گئے ہیں اللہ انہیں اور زیادہ ہدایت دیتا ہے اور انہیں پرہیزگاری عطا کرتا ہے۔

تزکیہ میں اپنا ہی بھلا ہے

وَمَنْ تَزَكّٰى فَاِنَّمَا يَتَزَكّٰى لِنَفْسِهٖ ۭ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ۝ (فاطر آیت ۱۸) — ترجمہ۔ اور جو پاک ہوتا ہے سو اپنے ہی لئے پاک ہوتا ہے اور اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

الحاصل نیک اعمال اور پرہیزگاری کا فائدہ اس کے عامل کو ہی پہنچے گا۔ ہمیں چاہیئے کہ اپنے نفع کو سوچ کر اپنی حالت سنوار لیں۔

بھلائی کرنے میں اپنا ہی فائدہ ہے

اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ ۣ وَاِنْ اَسَاْتُمْ فَلَهَا (بنی اسرائیل آیت ۷)

ترجمہ۔ اگر تم نے بھلائی کی تو اپنے ہی لئے کی اور اگر بُرائی کی تو بھی اپنے ہی لئے کی۔

الحاصل نیکی کرنے میں اپنا ہی بھلا ہے۔ بُرائی کرنے والا درحقیقت اپنی ہی ذات کے لئے نقصان کر رہا ہے قرآن مجید میں سابقہ اقوام کے جو حالات مذکور ہوئے ہیں۔ ان پر غور کرنے سے

یہ حقیقت بخوبی واضح ہو جاتی ہے کہ جو اقوام احکام الٰہی پر کاربند رہیں وہ خوب پھلی پھولیں اور گنہگار اقوام طرح طرح کے عذابوں میں گرفتار ہو کر نیست و نابود ہو گئیں اور آخرت کا عذاب اس کے علاوہ ہے۔

امن اور چین اگر ہر دو سرا میں مل سکتا ہے تو صرف نیکوکاروں کو ہی مل سکتا ہے

مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا ۚ وَهُمْ مِّنْ فَزَعٍ يَّوْمَئِذٍ اٰمِنُوْنَ (النمل آیت ۸۹)

ترجمہ۔ جو نیکی لائے گا۔ سو اسے اس سے بہتر بدلہ ملے گا۔ اور وہ اس دن کی گھبراہٹ سے بھی امن میں ہوں گے۔

قیامت کے دن کی گھبراہٹ سے امن نیکیوں کی وجہ سے ہوگا۔ اور اس دن رسوائی بدیوں کے باعث ہوگی۔

وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَكُبَّتْ وُجُوْهُهُمْ فِي النَّارِ ۔ النمل آیت ۹۰

ترجمہ اور جو برائی لائے گا سو ان کے منہ آگ میں اوندھے ڈالے جائیں گے

دوسرے مقام پر فرمایا۔

مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا ۚ وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزَى الَّذِيْنَ عَمِلُوا السَّيِّاٰتِ اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ (القصص آیت ۸۴)

ترجمہ۔ جو بھلائی لے کر آیا۔ اسے اس سے بہتر ملے گا۔ اور جو برائی لے کر آیا۔ پس برائیاں کرنے والے کو وہی سزا ملے گی جو کچھ کرتے تھے۔

راہ راست پر چلنا

فَمَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۔ (یونس ۔ آیت ۱۰۸)

ترجمہ۔ پس جو کوئی راہ پر آ گیا۔ سو وہ اپنے بھلے کے لئے راہ پاتا ہے۔ اور جو گمراہ رہے گا۔ اس کا وبال اسی پر پڑے گا۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے سب انسانوں کی ضرورت پوری کرنے کے لئے اپنا آخری کلام نازل فرمایا ہے۔ جو لوگ اسے اپنی زندگی کا نصب العین بنائیں گے۔ وہ دیکھ لیں گے کہ اس جہان میں اور آئندہ آنے والی زندگی میں ان کا اپنا ہی بھلا ہوگا۔ جو اس صحیح راہ کو چھوڑ کر دوسرا راستہ اختیار کریں گے۔ وہ دن بدن سیدھی راہ اور منزلِ مقصود سے دور سے دور تر ہوتے چلے جائیں گے اور دونوں زندگیوں میں مصائب اور آلام کا شکار ہوں گے۔

حاصل کلام اب وقت ہے کہ انسان اپنے بھلے کی بات سوچ لے۔

بصائر

اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

"تحقیق تمہارے ہاں تمہارے رب کی طرف سے نشانیاں (بصائر) آچکیں۔ فَمَنْ اَبْصَرَ فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ عَمِيَ فَعَلَيْهَا ۭ (الانعام آیت ۱۰۴)

ترجمہ۔ پھر جس نے دیکھ لیا۔ تو خود ہی نفع اٹھایا اور جو اندھا رہا سو اپنا ہی نقصان کیا۔

حضرت علامہ ابن کثیرؒ نے فرمایا۔ بصائر سے مراد دلیلیں اور حجتیں ہیں۔ جو قرآن و حدیث میں موجود ہیں۔ جو انہیں دیکھے اور ان سے نفع حاصل کرے وہ اپنا ہی بھلا کرتا ہے۔ جیسے کہ جو کوئی راہ پر آئے۔ سو وہ اپنے ہی بھلے کے لئے راہ پر آتا ہے۔ اور جو گمراہ رہے گا۔ اس کا وبال اسی پر پڑیگا۔" یہاں یہ بھی فرمایا کہ اندھا اپنا ہی نقصان کرتا ہے۔ کیونکہ آخر وبال گمراہی کا گمراہ پر پڑتا ہے۔

شکر

وَمَنْ شَكَرَ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ رَبِّيْ غَنِيٌّ كَرِيْمٌ (النمل آیت ۴۰)

ترجمہ اور جو شخص شکر کرتا ہے۔ اپنے ہی نفع کے لئے شکر کرتا ہے اور جو ناشکری کرتا ہے تو میرا رب بھی بے پرواہ عزت والا ہے۔

ملکۂ سبا جب فرمانبردار ہو کر دین حاصل کرنے کے لئے یمن سے روانہ ہو کر بیت المقدس میں حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو رہی ہے۔ اسم اعظم کی برکت سے چشم زدن میں ملکہ کا تخت اس کے پہنچنے سے قبل حضرت سلیمانؑ کے روبرو پیش کیا جاتا ہے۔ آپ فوراً اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرنے لگ جاتے ہیں۔ کہ یہ میرے رب کا فضل ہے۔ تاکہ میری آزمائش کرے۔ کیا میں شکر کرتا ہوں یا ناشکری۔

ہمیں سبق ملا کہ ہر کام ادنےٰ ہو اعلےٰ پایہ تکمیل تک فضل ربی سے پہنچتا ہے۔ اس لئے ہمیں کبھی بھی مغرور نہیں ہونا چاہیئے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کا شکر کرنا چاہیئے۔ ناشکری میں ہمارا اپنا ہی نقصان ہے۔ کاش ہم اپنے سود و زیاں سے آگاہ ہو جائیں۔ اور ہوش سے کام لیں۔

سورۂ لقمٰن میں ہے اور ہم نے لقمان کو دانائی عطا فرمائی کہ اللہ کا شکر کرتے رہو۔

وَمَنْ يَّشْكُرْ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ۝ (لقمٰن آیت ۱۲)

ترجمہ۔ جو شخص شکر کرے گا۔ وہ اپنے ذاتی نفع کے لئے شکر کرتا ہے۔ اور جو ناشکری کرے گا۔ تو اللہ بے نیاز خوبیوں والا ہے۔

یاد رکھیں (وَلَا يَرْضٰى لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ ۚ) (الزمر آیت ۷) اور وہ اپنے بندوں کے لئے کفر کو پسند نہیں کرتا (وَاِنْ تَشْكُرُوْا يَرْضَهُ لَكُمْ) (الزمر آیت ۷) اور اگر تم شکر کرو تو وہ اسے تمہارے لئے پسند کرتا ہے۔

نیکی اور بدی کا ثمرہ

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ اَسَآءَ فَعَلَيْهَا ۭ وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ (حم السجدہ آیت ۴۶)

ترجمہ۔ جو کوئی نیک کام کرتا ہے تو اپنے لئے اور برائی کرتا ہے۔ تو اپنے سر پر اور آپ کا رب تو بندوں پر کچھ ظلم نہیں کرتا۔

یعنے اگر قرآن و حدیث کے حکموں کے موافق عمل کرو گے۔ تو اپنی ہی حالت سدھار لوگے۔ اگر ان سے پہلو تہی کی تو برا نتیجہ تمہیں ہی بھگتنا ہوگا۔

تمام افعال کی اللہ تعالےٰ کے روبرو جوابدہی ہوگی۔ سب اعمال و افعال اللہ کے ہاں پیش ہوں گے۔

ارشاد باری تعالیٰ دوسرے مقام پر یوں وارد ہے۔

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ اَسَآءَ فَعَلَيْهَا ۡ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ (الجاثیہ آیت ۱۵)

باقی صفحہ ۱۸ پر

ابو عبدالرحمٰن لدھیانوی

خشیتِ الٰہی

خوفِ خدا

خشوع کے معنی کسی کے سامنے خوف و ہیبت کے ساتھ ساکن اور پست ہونا خشوع میں ایک طرح کا سکون و تذلل معتبر ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اصل خشوع قلب کا ہے اور اعضائے بدن کا خشوع اس کے تابع ہے۔ جب نماز میں قلب خاشع و خائف اور ساکن و پست ہوگا۔ تو خیالات اِدھر اُدھر بھٹکتے نہیں پھرینگے ایک ہی مقصود پر جم جائیں گے۔ پھر خوف و ہیبت اور سکون و خضوع کے آثار بدن پر بھی ظاہر ہوں گے۔ مثلاً بازو اور سر جھکانا۔ نگاہ پست رکھنا۔ ادب سے دست بستہ کھڑا ہونا۔ اِدھر اُدھر نہ تاکنا، کپڑے یا داڑھی وغیرہ سے نہ کھیلنا۔ انگلیاں نہ چٹخنا اور اسی قسم کے بہت سے افعال و احوال لوازم خشوع میں سے ہیں۔ بہر حال انتہائی فلاح اور اعلےٰ کامیابی ان ہی مومنین کو حاصل ہوگی جو خشوع و خضوع کے ساتھ نمازیں ادا کرتے ہیں۔

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۙ الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلَاتِهِمْ خَاشِعُوْنَ ؕ پ۱۸-ع۱

ترجمہ۔ "نجات حاصل کر لی اُن ایمان والوں نے جو اپنی نماز میں جھکنے والے ہیں"

خوف ایک، دل کی حالت کا نام ہے اور اس کا سبب بھی ہے اور ثمر بھی۔ اس کا سبب، علم و معرفت ہے۔ کیونکہ جب آدمی کار آخرت کے خطرات کو دیکھتا ہے اور اپنی ہلاکت کے حاضر و غائب اسباب پر نظر ڈالتا ہے اور اپنے گناہوں کو اور عیوب کو اور اپنی عبادت کی آفات کو اور خباثت اخلاق کو حقیقی طور پر دیکھ لیتا ہے اور پھر باوجود ان تمام تقصیرات کے حق تعالےٰ کی نعمتیں اپنے حق میں ملاحظہ کرتا ہے۔ پس جس شخص نے حق تعالیٰ کی صفات کو پہچان لیا اور اس کے جلال و بزرگی و توانائی سے واقف ہو گیا۔ وہ اس سے زیادہ ڈرتا ہے۔ اور جو شخص زیادہ جاہل ہوتا ہے۔ وہ زیادہ بے خوف ہوتا ہے جیسا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔

اِنَّمَا یَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا پ۲۲ رکوع ۱۶۔ ترجمہ۔ اللہ سے وہی ڈرتے ہیں ان کے بندوں میں سے جن کو سمجھ ہے۔

خوف کا نتیجہ دل، بدن اور جوارح میں ہوتا ہے۔ دل کی حالت تو خوف میں تمامتر خضوع، خشوع و خواری ہوتی ہے اور عاقبت اندیش ہو جاتا ہے۔ نہ تو کبر باقی رہتا ہے اور نہ حسد۔ نہ دنیا کی حرص، لالچ اور نہ غفلت۔ خوف کا ثمرہ بدن میں شکستگی و زردی ہوتا ہے۔ اور جوارح میں خوف کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ان کو گناہوں سے بچائے۔ اور عبادت میں شاغل رکھے

خوف اگر شہوت سے باز رکھے۔ تو اس کا نام عفت ہوتا ہے اور اگر حرام سے بچائے تو اس کا نام ورع ہے۔ اور اگر شبہات سے باز رکھے تو پھر اس کا نام تقویٰ ہوتا ہے۔

خوف الٰہی تازیانے کی طرح ہے۔ جو لڑکوں کو پڑھنے پر آمادہ کرے اور جانور کو راستہ پر چلائے۔ خوف معتدل ہونا چاہیئے تاکہ گناہوں سے بچائے اور عبادت کی رغبت پیدا کرے۔

حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں سیدنا ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ اگر اللہ کے قہر و جلال اور قیامت و آخرت کے لرزہ خیز ہولناک احوال کے متعلق تمہیں وہ سب معلوم ہو جائیں جو مجھے معلوم ہیں تو تمہارا ہنسنا بہت کم ہو جائے اور رونا بہت بڑھ جائے (بخاری)

(۱) اِنَّمَا یَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ غَفُوْرٌ ۝ پ۲۲-ع ۱۶—

ترجمہ۔ اللہ سے اس کے بندوں میں وہی ڈرتے ہیں۔ جن کو سمجھ ہے۔ تحقیق اللہ زبردست اور بخشنے والا ہے۔

(مطلب) بندوں میں نڈر بھی ہیں اور اللہ سے ڈرنے والے بھی۔ مگر ڈرتے وہی ہیں جو اللہ کی عظمت و جلال، آخرت کے بقا و دوام اور دُنیا کی بے ثباتی کو سمجھتے ہیں اور اپنے پروردگار کے احکام و ہدایات کا علم حاصل کر کے مستقبل کی فکر رکھتے ہیں۔ جس میں یہ سمجھ اور علم جس درجہ کا ہوگا۔ اسی درجہ میں وہ خدا سے ڈرے گا۔ جس میں خوف خدا نہیں۔ وہ فی الحقیقت عالم کہلانے کا مستحق نہیں۔ حضرت شاہ عبدالقادر رح لکھتے ہیں۔ یعنی سب آدمی ڈرنے والے نہیں۔ اللہ سے ڈرنا سمجھ والوں کی صفت ہے۔ اور اللہ کا معاملہ بھی دو طرح پر ہے۔ وہ زبردست بھی ہے کہ ہر خطا پر پکڑے اور غفور بھی کہ گنہگار کو بخشے پس دونوں حیثیتوں سے بندہ کو ڈرنا چاہیئے۔ کیونکہ جب، نفع و ضرر دونوں اُسی کے قبضہ میں ہوئے تو جب چاہے نفع کو روک لے اور ضرر لاحق کر دے

جو لوگ اللہ سے ڈر کر اُس کی باتوں کو مانتے اور اس کی کتاب کو عقیدت کے ساتھ پڑھتے ہیں۔ نیز بدنی و مالی عبادات میں کوتاہی نہیں کرتے۔ وہ حقیقت میں ایسے زبردست بیوپار کے امیدوار ہیں۔ جس میں خسارے اور ٹوٹے کا کوئی احتمال نہیں

بعض لوگوں کے دل کتاب اللہ کو سُن کر اللہ کے خوف اور اس کے کلام کی عظمت سے کانپ اٹھتے ہیں اور بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور کھالیں نرم پڑ جاتی ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ خوف و رجا کی کیفیت طاری ہو کر ان کا قلب، و قالب، اور ظاہر و باطن اللہ کی یاد کے سامنے جھک جاتا ہے۔ اور اللہ کی یاد ان کے بدن اور روح دونوں پر ایک خاص اثر پیدا کرتی ہے

قرآنی آیات:۔ ذٰلِكَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِیْ وَخَافَ وَعِیْدِ ۝ پ ۱۳ ح ۱۵۔

ترجمہ۔ یہ ملتا ہے اُس کو جو میرے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرتا ہے۔ اور میرے عذاب کے وعدہ سے۔

اس سے پہلی آیت میں اللہ تعالےٰ

نے فرمایا ہے۔ کہ ہم ظالموں کو تباہ کرکے ہمیشہ کے لئے یہاں سے نکال دینگے کہ پھر کبھی واپس نہ آ سکیں اور انکی جگہ مخلص وفاداروں کو زمین میں آباد کریں گے۔ لیکن یہ کامیابی ان لوگوں کے لئے ہے جو خدا سے ڈرتے ہیں۔ یہ خیال کرکے کہ وہ ہماری تمام حرکتوں کو برابر دیکھ رہا ہے اور ایک دن حساب دینے کے لئے اُس کے سامنے کھڑے ہونا ہے۔ جہاں اس کے بے پناہ عذاب سے کوئی بچانے والا نہ ہوگا۔

(۳) وَ اَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَ نَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰىۙ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِیَ الْمَاْوٰىؕ پ۳۰ ع۴

ترجمہ۔ اور جو کوئی ڈرا ہے اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے اور روکا ہو اُس نے جی کو خواہش سے۔ سو اس کا ٹھکانا بہشت ہی ہے۔

یعنی جو اس بات کا خیال کرکے ڈرا کہ مجھے ایک روز اللہ کے سامنے حساب کے لئے کھڑا ہونا ہے۔ اور اسی ڈر سے اپنے نفس کی خواہش پر نہ چلا بلکہ اُسے روک کر اپنے قابو میں رکھا۔ اور احکام الٰہی کے تابع بنایا تو اس کا ٹھکانا بہشت کے سوا کہیں نہیں۔

(۴) وَ لِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ پ۲۷ ع۱۳

ترجمہ۔ اور جو کوئی اپنے رب کے آگے کھڑے ہونے سے ڈرا۔ اس کے لئے دو باغ ہیں۔

یعنی جس شخص کو دنیا میں اس بات کا ڈر لگا رہا کہ میں نے ایک روز خدا کے سامنے کھڑا ہونا ہے اور رتی رتی کا حساب دینا ہے۔ اور اسی ڈر کی وجہ سے اللہ کی نافرمانی سے بچتا رہا اور پوری طرح تقوے کے راستوں پر چلا اس کیلئے وہاں دو عالیشان باغ ہیں۔ جنکی صفات یہ ہیں کہ ان میں مختلف قسم کے پھل ہوں گے۔ اور دو درختوں کی شاخیں نہایت پُرمیوہ اور سایہ دار ہونگی۔

موت اور قبر کی یاد

غفلت کو دُور کرنے کے لئے موت کو زیادہ یاد کرو۔ بندے کو خدا سے اور اپنے انجام سے کسی وقت بھی غافل نہ ہونا چاہیئے اور موت و قبر کو یاد کرنے اور یاد رکھنے کے ذریعے غفلت کا علاج کرتے رہنا چاہیئے اور بلا شبہ یہ نہایت مفید علاج ہے۔ صحابہ کرام میں جو تقوے جو خوفِ خدا اور آخرت کی جو فکر تھی۔ وُہ رسول اللہؐ کے اسی طریق علاج کا نتیجہ تھا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے کہ موت اور قبر کی یاد کے ذریعہ اپنی غفلتوں کا علاج کریں اور خدا کے خوف و خشیت اور آخرت کی فکر کو اپنی زندگی کی اساس بنائیں۔

حضرت ابی بن کعب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ جب دو تہائی رات گزر جاتی تو آپ اُٹھتے اور فرماتے۔ اے لوگو! اللہ کو یاد کرو۔ قریب آ گیا ہے ہلا ڈالنے والا قیامت کا بھونچال یعنی نفخۂ اولےٰ اور اُس کے پیچھے آ رہا ہے (دوسرا نفخۂ ثانیہ) موت ان سب احوال کو ساتھ لے کر سر پر آ چکی ہے۔ جو اس کے ساتھ آتے ہیں۔ موت اپنے متعلقات و مضرات کے ساتھ سر پر آ چکی ہے (ترمذی)

خوف و فکر والے ہی کامیاب ہونیوالے ہیں

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص ڈرتا ہے وہ شروع رات میں چل دیتا ہے۔ وہ آرام کے ساتھ اپنی منزل پر پہنچ جاتا ہے۔ یاد رکھو اللہ کا سودا سستا نہیں بہت مہنگا اور بہت قیمتی ہے۔ یاد رکھو اللہ کا وہ سودا جنّت ہے (ترمذی)

قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَهُمْ وَ اَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ الخ پ۱۱ ع۳۔ ترجمہ۔ اللہ نے خرید لی مسلمانوں سے ان کی جان اور ان کا مال اس قیمت پر کہ ان کے لئے جنت ہے۔

اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان سے ان کے جان و مال اللہ کی راہ میں قربان کر دیں تو جنّت کے مستحق ہوں گے۔ گویا جنت وہ سودا ہے۔ جسکی قیمت بندوں کی جان و مال ہے

جنت کے عوض میں خدا نے لے لئے دونوں جان و مال

نیکی اور عبادت کرکے ڈرنیوالے بندے

(۱) حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن پاک کی آیت وَالَّذِیْنَ یُؤْتُوْنَ مَاۤ اٰتَوْا وَّ قُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ پ۱۸ ع۴۔ کے بارہ میں دریافت کیا کہ کیا وہ لوگ ہیں جو شراب پیتے ہیں اور چوری کرتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا اے صدیقؓ کی بیٹی! نہیں۔ بلکہ وہ اللہ کے ایسے خدا ترس بندے ہیں جو روزے رکھتے ہیں اور نمازیں پڑھتے ہیں اور صدقہ و خیرات کرتے ہیں اور اس کے باوجود وُہ اس سے ڈرتے ہیں کہ کہیں انکی یہ عبادتیں قبول نہ کی جائیں۔ یہی لوگ بھلائیوں کی طرف تیزی سے دوڑتے ہیں (ترمذی و ابن ماجہ)

(۲) عتبہ ابن عبید سے روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا اگر کوئی شخص اپنی پیدائش کے دن سے موت کے دن تک برابر اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لئے سجدہ میں پڑا رہے تو قیامت کے دن اپنے اس عمل کو بھی وہ حقیر سمجھے گا۔ (مسند احمد)

(۳) حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا۔ اے عائشہؓ! اپنے آپ کو اُن گناہوں سے بچانے کی خاص طور سے کوشش اور فکر کرو۔ جن کو حقیر اور معمولی سمجھا جاتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اُن کی بھی بازپرس ہونے والی ہے۔ (سنن ابن ماجہ، مسند دارمی، شعب الایمان للبیہقی)

گناہوں کے انجام کا خوف اور رحمت خداوندی سے اُمید

(۱) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک جوان کے پاس اُس کے آخری وقت میں جبکہ وہ اس دُنیا سے رخصت ہو رہا تھا۔ تشریف لے گئے اور آپ نے اس سے دریافت فرمایا کہ اس وقت تم اپنے آپ کو کس حال میں پاتے ہو؟ اُس نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! میرا حال یہ ہے کہ میں اللہ تعالیٰ سے رحمت کی امید بھی رکھتا ہوں اور اسی کے ساتھ مجھے اپنے گناہوں کی سزا اور عذاب کا ڈر بھی ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ یقین کرو جس دل میں امید و خوف کی یہ دونوں کیفیتیں موت کے وقت میں جمع ہوں تو اللہ تعالیٰ اس کو وہ ضرور

عطا فرمائیں گے۔ جس کی اس کو اللہ کی رحمت سے اُمید ہے اور اس عذاب سے اس کو ضرور محفوظ رکھیں گے۔ جس کا اس کے دل میں خوف و ڈر ہے (جامع ترمذی)

بے شک اللہ کا خوف اور اس کے عذاب اور اُس کی پکڑ سے ڈرنا ہی نجات کی کنجی ہے۔

(۲) حضرت انس رضؓ سے روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اُن فرشتوں کو جو دوزخ پر مقرر ہوں گے حکم دے گا کہ جس شخص نے کبھی مجھے یاد کیا یا کسی موقعہ پر جو بندہ مجھ سے ڈرا اس کو دوزخ سے نکال لیا جائے۔ (جامع ترمذی کتاب البعث والنشور للبیہقی)

اللہ کے خوف سے نکلنے والے آنسوؤں کی برکت

حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کے خوف اور ہیبت سے جس بندۂ مومن کی آنکھوں سے کچھ آنسو نکلیں۔ اگرچہ وہ مقدار میں بہت کم مثلاً مکھی کے سر برابر (ایک قطرہ ہی کے قدر) ہوں۔ پھر وہ آنسو بہہ کر اس کے چہرہ پر پہنچ جائیں۔ تو اللہ تعالیٰ اس چہرہ کو آتش دوزخ کے لئے حرام کر دے گا۔ (سنن ابن ماجہ)

اللہ کے خوف سے جسم کے رونگٹے کھڑے ہو جانے کی سعادت

حضرت عباسؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کے خوف اور اس کی ہیبت سے کسی بندہ کے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں تو اس وقت اس کے گناہ ایسے جھڑتے ہیں۔ جیسے کہ کسی پُرانے سوکھے درخت کے پتے جھڑتے ہیں۔

خدا کا خوف اور تقویٰ ہی فضیلت اور قُرب کا معیار ہے

حضرت ابوذر غفاریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے فرمایا۔ تم کو اپنی ذات سے نہ کسی گورے کے مقابلہ میں بڑائی حاصل ہے نہ کسی کالے کے مقابلہ میں۔ البتہ تقوےٰ یعنی خوف خدا کی وجہ سے تم کسی کے مقابلہ میں بڑے ہو سکتے ہو۔ (مسند احمد)

ارشادات نبویؐ

(۱) حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کسی کا عمل اس کو جنت میں نہ لے جا سکے گا اور نہ دوزخ سے بچا سکے گا۔ اور میرا بھی یہی حال ہے مگر اللہ کی رحمت اور کرم (صحیح مسلم)

(۲) حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حال یہ تھا کہ جب ہوا زیادہ تیز چلتی تو آپ کی زبان پر یہ دُعا جاری ہو جاتی۔ اے میرے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں۔ اس ہوا کی بھلائی کا اور اس میں جو کچھ ہے اس کی بھلائی کا اور جس مقصد کیلئے یہ بھیجی گئی ہے اسکی بھلائی کا اور میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں اسکے شر سے اور اس میں جو کچھ ہے اسکے شر سے اور جس مقصد کیلئے یہ بھیجی گئی ہے اسکے شر سے اور جب آسمان پر ابر آتا تو آپ کا رنگ بدل جاتا اور اضطراب کی یہ حالت ہوتی کہ کبھی باہر آتے کبھی اندر جاتے کبھی آگے آتے کبھی پیچھے ہٹتے۔ پھر جب بارش ہو جاتی (اور خیریت سے گزر جاتی) تو یہ کیفیت آپ سے دُور ہوتی حضرت عائشہ صدیقہؓ نے آپ کی اس حالت اور واردات کو سمجھ لیا اور آپ سے پوچھا (کہ تیز ہوا کو اور ابر کو دیکھ کر حضورؐ کی یہ کیفیت کیوں ہو جاتی ہے؟) آپؐ نے ارشاد فرمایا اے عائشہ! میں ڈرتا ہوں کہ شاید یہ ابر و باد اس طرح کا ہو جو حضرت ہُودؑ پیغمبرؑ کی قوم عاد کی طرف بھیجا گیا تھا (جس کا ذکر قرآن مجید میں اس طرح کیا گیا ہے) کہ جب ان لوگوں نے اس بادل کو (اپنی) وادیوں کی طرف بڑھتے دیکھا۔ تو خوشی ظاہر کرتے ہوئے کہا کہ یہ ابر ہمارے لئے بارش لانے والا ہے (حالانکہ وہ بارش والا ابر نہ تھا۔ بلکہ آندھی کا ہلاکت خیز طوفان تھا۔ جو ان کو تباہ کرنے کے لئے ہی آیا تھا) (صحیح بخاری و مسلم)

(۳) حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یارسول اللہ آپ پر بڑھاپا آ گیا۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے بوڑھا کر دیا۔ سورہ ہُود۔ سورہ واقعہ۔ سورہ مرسلٰت۔ سورہ عم یتساءلون اور سورہ تکویر نے (ترمذی)

عاقبت کا خوف

عام طور پر لوگ عاقبت اور خاتمہ کا خوف غالب ہونے سے ڈرتے ہیں۔ کہ شاید ایمان سلامتی کے ساتھ نہ لے جا سکیں۔

ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے برسرمنبر فرمایا کہ حق تعالےٰ نے ایک کتاب لکھی ہے اور بہشتیوں کے نام اس میں درج ہیں۔ پھر حضورؐ نے اپنا داہنا ہاتھ بلند کیا اور فرمایا کہ حق تعالیٰ نے ایک اور کتاب لکھی ہے اور اس میں دوزخیوں کے نام مع نسب و نشان کے درج ہیں۔ پھر حضورؐ نے اپنا بایاں ہاتھ بلند کیا۔ اور فرمایا نہ اس میں کچھ کمی ہوتی ہے اور نہ زیادتی اور ممکن ہے کہ کوئی شخص اہل سعادت میں سے اہل شقاوت کے کام کرے۔ حتیٰ کہ سب لوگ اسے شقی خیال کرنے لگیں اور پھر حق تعالےٰ اُسے موت سے ایک ساعت قبل شقاوت سے سعادت کی طرف پھیر دے۔ درحقیقت سعید وہی ہے جس کو سعادت کا حکم ازل میں ہو چکا ہے۔ اور شقی وُہ ہے۔ جس کی شقاوت کا حکم ازل سے ہو چکا ہے۔ اور کام تو خاتمہ پر منحصر ہے۔ اور اہل بصیرت کا خوف اسی خیال کی بنا پر ہوتا ہے۔

حضرت ابوالدرداؓ قسم کھا کر فرمایا کرتے تھے کہ موت کے وقت ایمان کے چھن جانے کے خوف سے کوئی شخص بے خوف نہیں ہے۔

حضرت سہل تستریؒ فرماتے ہیں۔ کہ صدیق لوگ ہر وقت بُرے خاتمہ کے خیال سے خوف کھاتے ہیں۔

حضرت سفیان ثوریؒ وفات کے وقت نہایت بے قرار ہو کر روتے تھے۔ لوگوں نے کہا روؤ نہیں۔ حق تعالیٰ کی بخشش تمہارے گناہوں سے زیادہ ہے۔ آپ نے جواب دیا کہ اگر مجھے یہ معلوم ہو کہ میں مؤحّد مروں گا تو پھر مجھے کچھ ڈر نہ ہو۔ اگرچہ میرے گناہ پہاڑوں کے برابر ہوں۔ باقی باقی

روہڑی ضلع سکھر میں ہفت روزہ خدام الدین قاضی محمد فضل اللہ قاضی عبدالملک محلہ قاضی عبدالسمیع سے حاصل کریں۔

بقیہ اپنے لئے صفحہ ۱۴ سے آگے:-

ترجمہ - جو کوئی نیک کام کرتا ہے - وہ اپنے ہی لئے کرتا ہے اور جو کوئی بُرا کرتا ہے - تو اپنے سر پر وبال لیتا ہے - پھر تم اپنے رب کی طرف لوٹائے جاؤگے

نیز فرمایا -

مَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهٗ وَ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِاَنْفُسِهِمْ يَمْهَدُوْنَ ٥ (الروم آیت ۴۴)

ترجمہ - جس نے کفر کیا - اس کے کفر کا وبال اسی پر ہے اور جس نے اچھے کام کئے تو وہ اپنے لئے سامان کر رہے ہیں -

مجاہدہ

وَ مَنْ جَاهَدَ فَاِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهٖ

(عنکبوت آیت ۶)

ترجمہ - اور جو شخص کوشش کرتا ہے تو اپنے ہی بھلے کے لئے کرتا ہے -

قول - حضرت حسن بصریؒ - "جہاد تلوار چلانے کا ہی نام نہیں - انسان نیکیوں کی کوشش میں لگا رہے - یہ بھی ایک طرح کا جہاد ہے - (ابن کثیرؒ)

انسان کو دو مقاصد سامنے رکھ کر مسلسل کوشش اور جد و جہد کرنیکی ضرورت ہے - ایک حقوق اللہ بجا لانا - دوسرے حقوق العباد کا خیال رکھنا - ان مقاصد کے بجا لانے میں انسان کا اپنا ہی بھلا ہے اگر وہ کسی کو دھوکہ اور فریب نہ دے گا تو کوئی بھی اُسے دھوکا نہ دے گا - اگر وہ عزتمند کی عزت کرے گا - تو سوسائٹی بھی اس کی عزت کرے گی - اگر وہ مستحقین پر رحم کرے گا - تو دوسرے بھی اس پر رحم کریں گے - اس میں ہر طرح اس کا اپنا ہی بھلا ہے - اس کی دنیاوی زندگی پُر سکون طریقہ سے گذُرے گی - اور مرنے کے بعد اس کوشش کا ثمرہ رضائے مولا حاصل ہوگی اور جنت میں بہترین زندگی میسر ہوگی اس لئے جد و جہد میں لگے رہنا چاہیئے ؎

قومے بجد و جہد گرفتند وصل دوست
قومے دگر حوالہ بتقدیر میکنند

مکر و فریب کے جال

وَ مَا يَمْكُرُوْنَ اِلَّا بِاَنْفُسِهِمْ وَ مَا يَشْعُرُوْنَ ٥ الانعام آیت ۱۲۳

ترجمہ - اور جو حیلہ کرتے ہیں سو اپنی ہی جان پر اور نہیں سوچتے -

اس جگہ کفار مکہ اور سرداروں کا ذکر ہے - جن کا شعار یہی ہوتا ہے - کہ جھوٹے حیلے بہانوں اور خفیہ تدابیر کو بروئے کار لا کر اللہ کے بندوں کو سچے دین سے دُور کر دیں - جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزات دیکھ کر فرعون فوراً پکار اُٹھا کہ یہ جادُو ہے - یہ دوسروں کو دھوکہ دینے والے خود فریب خوردہ ہیں - کیا انہیں اتنی بات کی سمجھ نہیں کہ ان کے بُرے عملوں کا وبال اُن ہی پر ہے - اور جس کی سزا وہ خود ہی بھگتیں گے - باقی پکے دیندار ان کی چکنی چپڑی باتوں میں کب آ سکتے ہیں - قَدْ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَ ضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ٥ الاعراف آیت ۵۳)

ترجمہ - بے شک تباہ کیا انہوں نے اپنے آپ کو اور گُم ہو جائے گا اُن سے جو وہ افترا کیا کرتے تھے -

مرنے کے بعد جب انہیں عذاب دیا جائے گا - تو نہ ان کی کوئی سفارش چل سکے گی اور نہ ہی انہیں اس دُنیا میں دوبارہ لوٹنا نصیب ہوگا - تاکہ نیک عمل کر سکیں -

انفاق مال

وَ مَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلِاَنْفُسِكُمْ

البقرہ - آیت ۲۷۲ -

ترجمہ - اور جو مال تم خرچ کروگے اس کا نفع تمہاری جان کے لئے ہے -

الحاصل اخلاص کے ساتھ رضائے مولا پاک حاصل کرنے کے لئے جو خرچ کیا جائے - اس میں خرچ کرنے والے کا اپنا ہی بھلا ہے -

اللہ کے راستے میں خرچ کرنے میں بخل کرنے والوں کے بارے میں فرمایا

فَمِنْكُمْ مَّنْ يَّبْخَلُ وَ مَنْ يَّبْخَلْ فَاِنَّمَا يَبْخَلُ عَنْ نَّفْسِهٖ (محمدؐ آیت ۳۸)

ترجمہ - تو کوئی تم سے وہ ہے بُخل کرتا ہے - اور جو بخل کرتا ہے اپنی ہی جان سے بخل کرتا ہے -

الحاصل - بخیل مال و دولت سمیٹ کر رکھتا ہے - خرچ کرنے کے موقعوں پر خرچ کرنے سے گریز کرتا ہے انفاق فی سبیل اللہ کی اہمیت سے غافل ہے - اس بخل کا وبال اس کی اپنی گردن پر ہوگا - بخل سے بچنا چاہیئے -

وَ مَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ٥ (الحشر آیت ۹)

ترجمہ - جو اپنے نفس کے لالچ سے بچایا جائے - پس وہی لوگ کامیاب ہیں -

علامہ ابن کثیرؒ بحوالہ مسلم حدیث لائے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - "لوگو ظلم سے بچو - قیامت کے دن یہ ظلم اندھیریاں بن جائے گا - لوگو بخیلی اور حرص سے بچو - یہی وہ چیز ہے - جس نے تم سے پہلے لوگوں کو برباد کر دیا - اسی کی وجہ سے انہوں نے خونریزیاں کیں اور حرام کو حلال بنا لیا

لہذا حرص بڑی بلا ہے - اللہ تعالیٰ اس سے بچائے - و انفقوا خیر لانفسکم و من یوق شح نفسہ فاولئک هم المفلحون (التغابن آیت ۱۶ -

ترجمہ - اور اپنے بھلے کے لئے خرچ کرو - اور جو شخص اپنے دل کی لالچ سے محفوظ رکھا گیا - سو وہی فلاح بھی پانے والے ہیں -

"یعنی مراد کو وہی شخص پہنچتا ہے جس کو اللہ تعالے اس کے دل کے لالچ سے بچادے اور حرص و بخل سے محفوظ رکھے - (حاشیہ شیخ الاسلام عثمانی رح)

مدرسہ عربیہ دار الہدیٰ رجسٹرڈ مسجد طویلہ گیٹ بھکر ضلع میانوالی

یہ وہ دینی درسگاہ ہے کہ جس کو حضرت حافظ الحدیث مولانا محمد عبد اللہ صاحب درخواستی مدظلہ کی سرپرستی کا شرف حاصل ہے - یہ مدرسہ تعلیم دین اور تبلیغ اسلام خدمات بطریق احسن انجام دے رہا ہے امسال بھی حسب سابق مروجہ درس نظامی اور تعلیم قرآن کے لئے کہنہ مشق مدرسین کی خدمات حاصل ہیں - اوائل شوال المکرم سے داخلہ جاری ہے - شائقین علوم نبویہ کے لئے استفادہ کا بہترین موقعہ ہے -

دریافت طلب امور کے لئے پتہ ذیل پر خط و کتابت کی جائے -

ناظم انجمن مدرسہ دار الہدیٰ رجسٹرڈ - مسجد طویلہ گیٹ - بھکر ضلع میانوالی

فلسفہ نماز

ایک آنہ کا ٹکٹ بھیجکر مفت منگوایئے

ناظم انجمن خدام الدین شیرانوالہ لاہور

بچوں کا صفحہ

ہجرت حبشہ

حاجی کمال الدین مدرس کاہو کا دیوپوش

پیارے بچو! آپ کو معلوم ہے۔ کہ جب قریش مکہ نے حضورؐ کو اور حضورؐ کے ساتھیوں کو خوب ستا ستا کر ان کی زندگی دوبھر کر دی۔ تو حضورؐ نے ان کی جان کا خوف کرتے ہوئے اجازت دے دی تھی کہ وہ حبشہ چلے جائیں۔ اسی کا نام ہجرت ہے۔ کہ دین کی خاطر اپنے اصلی وطن کو چھوڑ کر دوسری جگہ چلے جانا۔ اس قافلے میں پندرہ و سولہ مرد و زن شامل تھے اور ان کے سردار حضرت جعفر بن ابی طالب (برادر حضرت علی کرم اللہ وجہ تھے)

اتنی بات اور سمجھ لو کہ حبشہ ایک ملک ہے۔ اس وقت وہاں کا بادشاہ اصحمہ تھا۔ جس کا مذہب عیسائی اور لقب نجاشی تھا۔ جو حبشہ کے ہر بادشاہ کا ہوا کرتا تھا۔ جب یہ قافلہ وہاں پہنچا۔ تو کفار قریش کو یہ بات بہت ہی بری معلوم ہوئی کہ یہ مسلمان وہاں کیوں چلے گئے۔ چنانچہ انہوں نے عمرو بن العاص اور عبد اللہ بن ابی امیہ کو بہت سارے تحفے تحائف دے کر حبشہ کے بادشاہ کے پاس بھیجا۔ انہوں نے تحفے پیش کر کے کہا کہ حضور یہ لوگ جو آپ کے پاس آئے ہیں۔ یہ قوم اور مذہب سے باغی ہیں۔ ان کو ہمارے حوالے کر دیا جائے۔ نجاشی نے فرمایا جب تک میں ان لوگوں سے بات چیت نہ کر لوں اور یہ معلوم نہ کر لوں کہ کس وجہ سے انہوں نے میرے ملک میں آ کر پناہ لی ہے۔ تمہارے حوالے نہیں کر سکتا۔ ان مہاجرین کو بلایا گیا۔ ان کی طرف سے حضرت جعفرؓ یوں گویا ہوئے۔

اے بادشاہ! ہم گمراہی اور جہالت میں پھنسے ہوئے تھے۔ پتھر اور مٹی کے بتوں کی پوجا کیا کرتے تھے۔ حرام حلال میں کوئی تمیز نہ تھی۔ اور ہزاروں قسم کی برائیاں ہم میں موجود تھیں۔ رشتہ داروں کے ساتھ بد سلوکی۔ پڑوسیوں پر ظلم۔ حلیفوں سے بد عہدی ہماری عادت ہو گئی تھی۔ ہمارا طاقتور کمزور کو کھا جاتا تھا۔ خدا کی شان کہ اللہ پاک نے ہم لوگوں پر رحم کھا کر ہماری اصلاح کے لئے ایک سچا نبی بھیجا۔ جس کے حسب نسب سے ہم واقف۔ اس کی سچائی و دیانتداری پاک دامنی سارے عرب میں مشہور ہے۔ اس نے کہا کہ خدا ایک ہے۔ بس اسی کی عبادت کرو۔ اس کے ساتھ کسی کو شریک یا مددگار نہ ٹھہراؤ۔ مٹی پتھر کی مورتیوں کے آگے اپنی گردنیں نہ جھکاؤ۔ ان سے مرادیں نہ مانگو۔ ان پر چڑھاوے مت چڑھاؤ۔ وہ تم کو کچھ نہیں دے سکتے۔ دینے والا فقط وہ اللہ ہے جس نے تم کو پیدا کیا۔ اور پھر اس اللہ کے بھیجے ہوئے سچے پیغمبر نے فرمایا کہ سچ بولو۔ اپنے رشتہ داروں سے اچھا سلوک کرو۔ پڑوسیوں پر احسان کرو۔ حرام سے بچو۔ حلال کی روزی کھاؤ۔ بے گناہوں کو قتل نہ کرو۔ اپنی لڑکیوں کو زندہ درگور نہ کرو برائیوں سے نفرت کرو اور جھوٹی باتوں پر لعنت بھیجو۔ یتیم کا مال ہرگز نہ کھاؤ۔ والدین کی خدمت کرو۔ بیواؤں کے ساتھ سلوک کرو۔ نماز پڑھو۔ روزہ رکھو۔ حج کرو اور زکوٰۃ دو۔

بادشاہ سلامت ہم اس پر دل و جان سے ایمان لے آئے ہیں۔ اور تہ دل سے اس کی تصدیق کی ہے۔ صرف اتنی سی بات پر ہم سے یہ لوگ خفا ہو گئے ہیں۔ ہم کو مارا پیٹا۔ برا بھلا کہا۔ یہاں تک کہ ہم لوگوں نے تنگ آ کر آپ کے ملک میں پناہ لے لی ہے۔ یہ اب بھی ہمارا پیچھا نہیں چھوڑتے۔ آپ ہی انصاف فرمایئے کہ ہم نے ان کا کیا بگاڑا ہے۔

اس کے بعد سورہ مریم کی تلاوت کی۔ اور حضرت عیسیٰ اور مریم علیہم السلام کے متعلق اسلامی عقیدہ کو بیان کیا۔ اس سچی اور درد بھری گفتگو کو سن کر وہ خود بھی ایمان لے آیا اور ان مسلمانوں کو قریش کے حوالہ کرنے سے انکار کر دیا۔ دو تین ماہ کے بعد یہ لوگ وہاں سے واپس مکہ تشریف لے آئے۔ اس بنا پر کہ ایک غلط خبر مشہور ہو گئی تھی کہ مکہ کے کافر مسلمان ہو گئے ہیں۔ مگر واپس آئے پر کفار نے ان کو پہلے سے بھی زیادہ تنگ کیا۔

سلطان اور معمار

از قاضی عبد الحفیظ مبارکپوری ٹیچر کالونی مڈل سکول رحیم یار خان

کسی زمانہ میں خجند عثمانی سلطنت کا ایک صوبہ تھا۔ یہ صوبہ عمارت کے فن میں بہت مشہور و معروف تھا۔ سلطان نے ایک بہت بڑے معمار کو حکم دیا کہ یہاں ایسی مسجد بنائی جائے۔ جس کی نظیر کہیں نہ مل سکے۔ مسجد ایسی اعلیٰ ترین ہو کہ جسے لوگ دیکھ کر انگشت بدنداں رہ جائیں۔

بڑی محنت سے معمار نے مسجد کا نقشہ تیار کیا اور اسکے مطابق ایک عالیشان مسجد تعمیر کی جو دیکھتا عش عش کرتا اور دانتوں میں انگلی دبا کر رہ جاتا۔ لیکن سلطان نے اس مسجد کو بالکل پسند نہ کیا اور غصہ میں آ کر معمار کا ایک ہاتھ کٹوا دیا۔ معمار سیدھا قاضی (جج) کی عدالت میں پہنچا۔ اور اپنے ماجرے سے اسے آگاہ کیا۔ قاضی نے بادشاہ کے نام سمن جاری کر دیئے۔ بادشاہ ڈرتا کانپتا اور تھرتھراتا ہوا کچہری میں حاضر ہوا۔

قاضی نے سب کچھ سننے کے بعد حکم دیا کہ بادشاہ کا ایک ہاتھ کاٹ دیا جائے یہ فیصلہ سنکر بادشاہ کا رنگ فق ہو گیا۔ چہرہ زرد ہو گیا اور شاہی رعب جاتا رہا اور اس کا جسم کپکپانے اور تھر تھر کانپنے لگا۔ قاضی کا حکم اٹل تھا۔ یہاں نہ تو سفارش چل سکتی تھی نہ رشوت۔ بادشاہ نے سر تسلیم خم کرتے ہوئے فوراً اپنا ہاتھ آستین سے باہر نکالا۔ کہ کاٹ دیا جائے۔ اس نازک ترین موقعہ پر معمار کی نیک دلی و صدق دلی کام آئی۔ اس نے سوچا کہ جب قاضی کی عدالت سے بادشاہ کو سزا مل چکی ہے۔ تو میں درگزر اور معافی سے کیوں کام نہ لوں۔ کیونکہ قرآن مجید میں پروردگار عالم کا ارشاد گرامی ہے۔ کہ بدلہ لینا ہر کسی کا حق ہے۔ لیکن معاف کرنا بدلہ لینے سے بہتر اور افضل ہے۔

قاضی۔ بادشاہ اور معمار تینوں نے خدا کے حکم کی اتباع اور پیروی کی۔ قاضی نے انصاف کیا۔ بادشاہ نے قاضی کے فیصلہ کو مان لیا اور معمار نے اپنی فراخدلی کا ثبوت دیا۔ یہ بادشاہ سلطنت عثمانیہ کا والی سلطان مراد تھا۔

عزیز بچو! معلوم ہوا کہ عدالت جدید اور عدالت قدیم میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ یہ عدالت دنیاوی ہے وہ عدالت اسلامی تھی۔ آج کی عدالت میں دنیا چلتی ہے اور اس عدالت میں شریعت چلتی تھی۔

ایڈیٹر
عبد المنان
چوہان

شرح چندہ
سالانہ گیارہ روپے ششماہی چھ روپے
سہ ماہی ــــــــ تین روپے

منظور شدہ
محکمہ جات تعلیم و جیل (مغربی پاکستان)

رجسٹرڈ ایل ۶۰۴۷

رعایتی
اختتام ذی الحجہ تک
رعایتی ہدیہ

قرآن عزیز مترجم و محشی

اصل ہدیہ ۹ نو روپے آٹھ آنے ۔ رعایتی ہدیہ آٹھ روپے ۔ محصولڈاک ۱/۸ عہ

قرآن مجید مترجم

شیعہ، اہلحدیث، سنی، دیوبندی، بریلوی علماء کا تصدیق شدہ ترجمہ
اصل ہدیہ چھ روپے رعایتی ہدیہ پانچ روپے چار آنے ۔ محصولڈاک ایک روپیہ چار آنے
نوٹ:۔ رقم ہر حالت میں پیشگی آنی چاہیئے ۔ وی پی ہرگز نہ ہوگا ۔
ناظم انجمن خدام الدین شیرانوالہ لاہور

مطبوعات انجمن خدام الدین

مجموعہ رسائل مجلد ۳۲ عدد	۸-۲	معہ محصولڈاک	۸-۳
خلاصۃ المشکوٰۃ مجلد	۸-۱	〃	۰-۰-۲
مجموعہ تفاسیر مجلد	۸-۱	〃	۰-۰-۲
ضرورۃ القرآن	۳ر	اصل حنفیت	۲ر
اسماء الحسنیٰ	۵ر	بہشتی و دوزخی کی پہچان	۲ر
مقصد قرآن	۳ر	نجات دارین کا پروگرام	۳ر
استحکام پاکستان	۳ر	معہ محصول	۴ر
مسٹر اور ملا	۳ر	〃	۴ر
مجلس ذکر حصہ اول	۰-۰-۱	〃	۸ عہ
حصہ دوم	۰-۰-۱	〃	۸ عہ
خطبات جمعہ سات حصے		〃	۱۰ روپے

نوٹ:۔ رقم ہر حالت میں پیشگی آنی چاہیئے ۔
پتہ
ناظم انجمن خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور

خالص سونے کے زیورات خریدنے کیلئے

زرپاش جیولرز

چوک سرجن سنگھ لاہور
تشریف لائیے
آرڈر دینے پر حسب منشا زیورات تیار کرا دیئے جاتے ہیں

قائم شدہ ۱۹۰۲ء آپ کی قدیم اور محبوب دکان فون نمبر ۳۶۶۹

چائنہ مارٹ دھنی رام روڈ انار کلی لاہور

جہاں آپکو اعلیٰ درجہ کے ٹی ڈنر، کافی فروٹ سٹ، فروٹ ڈش، شیشے کے لیمن سٹ، پھولدان ایمل ویر، گیس لیمپ سٹوو اور نمائش کیلئے لکڑی کے دیدہ زیب ٹیبل لیمپ وغیرہ مناسب قیمتوں پر مل سکتے ہیں

تالے، قینچیاں، چھریاں، موچنے، استرے و دیگر لوہے کا سامان تھوک پرچون خریدنے کے لئے

پاک (سابقہ انڈین) لاک ہاؤس لاہور

ہول سیل ڈپو
۱۰ بسی شاہ عالم مارکیٹ نزد حبیب بنک لمیٹڈ
فون نمبر ۶۰۶۳۷ ناغہ بروز اتوار

پرچون دکان
زیر دروازہ مسجد وزیر خان اندرون دہلی گیٹ
ناغہ بروز جمعۃ المبارک فون نمبر ۲۷۴۳

خالص سونے کے بہترین زیورات

زرفشاں جیولرز

۳۴ کمرشل بلڈنگ دی مال لاہور
ٹیلی فون نمبر ۴۳۷۱

پنجاب پریس لاہور میں باہتمام مولوی عبید اللہ پرنٹر پبلشر چھپا اور دفتر رسالہ خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا ۔